بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

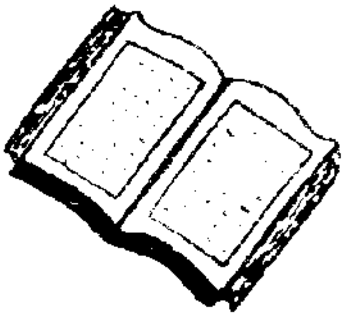

جمالِ و حُسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

فون ۶۹۲

الفُرقان

خصوصی

"مذاہبِ عالم پر نظر"

مئی ۱۹۷۵ء

سالانہ اشتراک

اکستان — دس روپے
رونی ممالک ہوائی ڈاک — اڑھائی پونڈ
رونی ممالک بحری ڈاک — سوا پونڈ
فی پرچہ کی قیمت — ایک روپیہ
تفصیل اندر ملاحظہ فرمائیں

مُدیرِ مسئول
ابُو العطا جالندھری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلحاء و اولیاء کا زریں اصل

؎ کس بنظر یار بعد لقہ نہ شد
تا بہ نظر غیر زند لقہ نہ شد

ماہنامہ الفرقان ربوہ

فون : ۶۹۲

جلد : ۲۵
شمارہ : ۵

مئی سنہ ۱۹۷۵ء

جمادی الاوّل ۱۳۹۵ ہجری قمری

ہجرت ۱۳۵۴ ہجری شمسی

مدیر مسئول

ابو العطاء جالندھری

مجلس تحریر

صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ــــ ربوہ
مولانا دوست محمد صاحب شاہد ــــ ربوہ
خان بشیر احمد خان صاحب رفیق امام مسجد لندن
16, Gressen Hall Road London. S.W. 18.
مولوی عطاء المجیب صاحب راشد امام اسے جاپان
P.O. Box 1462 C.P.O. TOKIO.

قیمت
ایک روپیہ

الفہرست

دیباچۂ خیاب پر نورِ خدا کا نزول (صداقتِ احمدیت پر ایک اور برہان)	ایڈیٹر	صفحہ ۲
شذرات	ایڈیٹر	۴
البیان ـ سورۃ الانعام ع کا ترجمہ و تفسیر	ابو العطاء	۹
عزیز تر ہے مرے خون کو آبروئے رسولؐ (نظم)	جناب عبد المنان ناہید	۱۴
احمدیہ مسجد لندن کا افتتاح (شاہ فیصل کا سفرِ لندن)	ایڈیٹر	۵
مکتوب برطانیہ ۳	جناب بشیر احمد خان صاحب رفیق لندن	۷
حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی پرجلال پیشگوئیاں	جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد	۹
اقوالِ زریں	مرسلہ جناب محمود مجیب اصغر صاحب	۲۳
اقبال کی ایک یادگار تحریر	ماخوذ	۲۴
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط بنام قیصرِ روم اور حضرت مسیح موعود کی دعوتِ اسلام بنام قیصرِ ہند	جناب مولوی بشارت احمد صاحب بشیر مبلغ افریقہ	۲۵
نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم	جناب سید تسلیم شاہجہانپوری	۳۰
لندن میں سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شاندار جلسہ	جناب مولوی منیر الدین صاحب شمس	۳۱
مدیر جاپان کے متعلق تبلیغی ہدایات	ماخوذ	۳۴
منظوم دعا بنیان امام ظہیر	جناب چوہدری شبیر احمد صاحب	۳۵
بدیہ تبریک اور جامعہ نصرت کا شاندار نتیجہ	" "	۳۶

ادارِیہ

دریائے چناب پر نورِ خدا کا نزول

صداقتِ احمدیّت پر ایک اور برہان

راولپنڈی کے مشہور ماہنامہ فیض الاسلام میں جناب مولوی محمد فضل قدیر ظفر صاحب ندوی نے جناب سید محمد سلیمان ندوی کی مشہور تالیف سیرۃ النبیؐ جلد سوم سے رویائے تمثیلی کے عنوان سے احادیثِ نبویہؐ جمع فرمائی ہیں اور اسی سلسلہ میں انہوں نے قیامِ پاکستان سے پہلے کے اپنے ایک رؤیا کا ان الفاظ ذکر فرمایا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں:-

"پاکستان کی روز بروز کی گرتی ہوئی حالت میں میرے دل کو سہارا مل رہا ہے۔ عالم بیداری میں ایک مشاہدہ ہے۔ ابھی تقسیم ملک کا معاملہ گومگو میں تھا کہ میں نوافل تہجد کے بعد تخت پر آنکھیں بند کئے ہوئے ذکر میں مشغول تھا۔ جاگ رہا تھا اونگھ بھی نہیں رہا تھا دیکھا کہ لفظ خدا موٹے حروف میں چاند کی رنگت میں آسمان سے نازل ہو کر دریائے چناب کے پانی پر اتر گیا۔ میرا گھر تھا چناب سے تین سو میل مشرق میں کیتھل ضلع کرنال۔"

(رسالہ فیض الاسلام راولپنڈی اپریل ۱۹۷۵ء صفحہ ۲۲)

جنابِ ظفر ندوی صاحب اس سے آگے اس خواب یا کشف سے یوں استدلال فرماتے ہیں کہ:-

"راقم نے چاند کی روشنائی میں اسمِ خدا کو آسمان سے آبِ چناب پر اترتا دیکھا تو میں اسے پاکستان کے حق میں بشارت کیوں نہ باور کروں؟ مجھے یاد ہے کہ مجھے یہ صبح صادق کے قریب یا کچھ بعد نظر آیا تھا۔"

(رسالہ فیض الاسلام۔ اپریل ۱۹۷۵ء صفحہ ۲۳)

ہمارے نزدیک جناب ظفر ندوی صاحب کا یہ رؤیا یقیناً سچا ہے اور اس کو پاکستان کے حق میں بھی

بالواسطہ بشارت یاد رکنا چاہیئے مگر اس سے بھی بڑھ کر اور براہِ راست یہ رؤیا جماعت احمدیہ کی صداقت پر ایک روشن دلیل ہے۔ ۴۷-۱۹۴۶ء میں ندوی صاحب کو دکھایا جاتا ہے کہ دریائے چناب کے پانی پر اسمِ خدا چاند کے نور کے رنگ میں نازل ہوا ہے۔ جب پاکستان کا قیام ہوا اور ملک تقسیم ہوا تو صرف ایک دینی جماعت یعنی جماعت احمدیہ کا مرکز دریائے چناب کے کنارے قائم ہوا۔ اسی جماعت نے سچے معنوں میں ہجرت کر کے بے آب وگیاہ بنجر میں دریائے چناب کے کنارے نزول کیا۔ اور اس جگہ سے اسلام کے نور کو اکنافِ عالم میں پھیلانا شروع کیا۔ آج جو لوگ اپنی کم فہمی سے اس جماعت کو مٹانا چاہتے ہیں وہ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ کے مصداق بن رہے ہیں اور بہرحال ناکام رہیں گے۔

اس رؤیا میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ دریائے چناب پر بننے والے مرکزِ دینی کی حیثیت چاند کے نور کی ہوگی جو آفتابِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم سے ہی مستفاد ہوتا ہے اس کی حیثیت مستقل نہ ہوگی۔ وہ تو نورِ محمدیؐ کی ہی جھلک ہوگی۔

پس اس مرکز والوں کو اسلام سے دور قرار دینا آسمانی تقدیر سے لڑائی ٹھنا ہے۔ اے کاش! ہمارے خدا ترس مسلمان بھائی اس آسمانی اشارہ کو سمجھیں! وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْن!

تصدیق مہدیؑ

★

جناب عبدالمنان ناہید

لوگ کافر کہیں گے مہدیؑ کو
یہ بزرگوں سے سن چکے ہو تم

گالیاں دیتے ہو مدت سے
یہ بتاؤ کبھی رکے ہو تم

سرکشی ہی تمہارا شیوہ رہا
حق کے آگے کبھی جھکے ہو تم

اُس کو کافر پکار کر گویا
اُس کی تصدیق کر چکے ہو تم

شذرات

۱۔ شاہ فیصل کا قتل - ایک "ناگہانی" کا ظہور

۲۵ مارچ ۱۹۷۵ء کو شاہ فیصل بن عبدالعزیز والئی حجاز و نجد کا ناگہانی قتل کیا جانا اور پھر اپنے سگے بھتیجے فیصل نامی کے ہاتھوں۔ اپنے ہی شاہی محل میں قتل کیا جانا ایک عظیم سانحہ ہے جس پر دنیا حیرت زدہ اور عالم اسلام افسردہ و رنجیدہ ہے۔ اس سلسلہ میں شاہ موصوف کے بارے میں بہت سے مضامین شائع ہو رہے ہیں۔

ماہنامہ "اردو ڈائجسٹ" لاہور کے فاضل ایڈیٹر جناب الطاف حسن قریشی نے "فیصل کیوں شہید کئے گئے" کے زیر عنوان ایک طویل مقالہ شائع کیا ہے۔ اس مضمون کا اقتباس ذیل خاص توجہ کے قابل ہے ملاحظہ فرمایئے لکھا ہے کہ:—

"گزشتہ برس اکتوبر اور نومبر کے مہینوں میں مغربی پریس نے شاہ فیصل کی جانشینی کا مسئلہ اچانک اٹھایا تھا اور شاہزادہ فہد کو غیر معمولی اہمیت دی جانے لگی تھی۔ اسی زمانے میں ایک روز شاہ فیصل طائف سے گزر رہے تھے کہ کار پر گھات میں بیٹھے ہوئے افراد نے گولیاں چلائیں اور وہ بال بال بچے۔ نہایت قریبی حلقوں سے معلوم ہوا کہ اسی رات شاہی کونسل میں شاہ فیصل نے اس خطرناک اور سنگین صورت حال پر اظہار خیال کیا۔ ان کے الفاظ تھے۔ "ہمارے اندر تفرقہ ڈالنے کی درپردہ کوششیں ہو رہی ہیں اگر وہ کامیاب ہو گئیں تو حکومت و اقتدار ہمارے خاندان سے نکل جائے گا۔ آپ مجھے پسند نہیں کرتے تو بتا دیجئے۔ میں خاموشی سے چلا جاؤں گا" شاہی کونسل نے انہیں بھرپور اعتماد اور تعاون کا یقین دلایا تھا۔

کبھی کبھی یوں محسوس ہوتا ہے کہ شاہ فیصل کسی ناگہانی کے منتظر تھے۔ اس برس انہوں نے فریضۂ حج ادا نہ کیا۔ زائرین کعبہ کا اس بار غیر معمولی ہجوم تھا۔ اور شاہ فیصل چاہتے تھے کہ مقامی آبادی اس ہجوم میں کم سے کم شامل ہو۔ اس کا مؤثر طریقہ ایک ہی تھا کہ وہ خود بھی حج نہ کرتے چنانچہ ان کی طرف سے باقاعدہ اعلان ہوا۔ اس اعلان پر میری طبیعت نے ایک بات محسوس کی جس کا اظہار کسی

سے نہ کیا۔ معلوم ہوا ہے کہ شاہ فیصل
نے اپنے بے تکلف دوستوں میں
اپنے اندرونی اضطراب کا ذکر کیا۔
کہتے تھے اگر مجھے اس برس موت آگئی
تو اس کا سبب میرا حج میں شریک نہ ہونا
ہے۔"

(اُردو ڈائجسٹ۔ اپریل ۱۹۷۵ء صفحہ ۲۷-۲۸)

الفرقان: اس اقتباس سے عیاں ہے کہ اکتوبر نومبر ۱۹۷۴ء سے شاہ فیصل "اندرونی اضطراب" میں مبتلا تھے۔ اسی زمانہ میں ان پر طائف میں گولیاں بھی چلائی گئیں۔ وہ بال بال بچ گئے۔ وہ خود اس سال کے دوران کسی "ناگہانی کے منتظر" تھے۔ اسی بنا پر شاہ فیصل نے اس سال اپنی عادت کے برخلاف حج بیت اللہ بھی ادا نہ کیا تھا۔

ان دردناک حالات میں شاہ فیصل کے قتل کا المناک حادثہ جس قدر رنجیدہ ہوگا۔ اس کا اندازہ مشکل ہے۔ مگر حیرت اور تعجب ہے کہ ہمارے معاند اخبارات المنبر۔ چٹان اور المحدیث پرچہ الاسلام وغیرہا۔ عین اس موقعہ پر بار بار لکھ رہے ہیں کہ شاہ فیصل نے احمدیوں کو حج بیت اللہ سے روک کر بڑا کارنامہ سرانجام دیا۔ شاہ فیصل نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے فیصلہ میں "مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلانے میں پاکستان کی مقدس رہنمائی" فرمائی تھی۔ خدارا ذرا سوچئے کہ کیا یہ باتیں اس موقعہ پر کی جانے والی ہیں؟

۲۔ احمدیوں کے تبلیغی مراکز بند کرانے پر مولوی نورانی سے مطالبہ

مولوی شاہ احمد نورانی ممبر پاکستان اسمبلی نے بیرونی ممالک سے واپس آکر کراچی میں سراسر بے بنیاد بیان دیا ہے کہ وہ احمدیوں کے اسی فیصد بیرونی تبلیغی مراکز بند کرا آئے ہیں (نوائے وقت۔ ۲۳ اپریل ۱۹۷۵ء) اس پر جناب مولانا رضا جونا گڑھی کا مقدس مطالبہ روزنامہ مساوات کراچی ۲۰ اپریل ۱۹۷۵ء میں شائع ہوا ہے۔ لکھا ہے:-

"کراچی ۱۸ اپریل۔ پاکستان علماء عوامی پارٹی کی مرکزی تنظیمی کمیٹی کے رکن مولانا رضا جونا گڑھی نے مولانا شاہ احمد نورانی سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ عوام کے سامنے اپنے دعوے کے مطابق بیرون ملک بند ہونے والے اسی فیصد قادیانی مراکز میں سے صرف پانچ یا چھ ایسے مراکز کی نشاندہی کریں کہ وہ کون سے ملک و شہر میں واقع ہیں اگر شاہ احمد نورانی ثبوت کے ساتھ اس امر کی وضاحت پیش کرنے سے قاصر رہے تو عوام ان کے اس بیان کو محض ایک سیاسی حربہ سمجھیں گے اور اسلام کے نام پر اپنی سیاسی دکان چمکانے کی ایک ناکام اور گھٹیا حرکت تصور کرنے میں حق بجانب ہوں گے۔ انہوں نے کہا۔ ہم نورانی میاں کو یہ بھی یاد دلا دیں کہ تمام عوام نے قادیانی مسئلہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا ہے۔ لہٰذا جو شخص نظام مصطفٰےؐ کا علمبردار اور مبلغ اسلام ہونے کا مدعی ہو اس کے لئے یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ بغیر ثبوت کے خواہ مخواہ قادیانیوں کے متعلق بے بنیاد دعوی کرتا رہے

پاکستان کے عوام ہی نہیں بلکہ ساری دنیا جانتی ہے کہ نوے سالہ پرانے مسئلہ کو اسلام کے عظیم فرزند ذوالفقار علی بھٹو نے حل کر دیا ہے پاکستان کے عوام نورانی میاں سے یہ پوچھنے کا بھی حق رکھتے ہیں کہ انھوں نے بیرون اسلام کی تبلیغ کا شوق پیدا کرنے کے لئے ایک لاکھ میل کا سفر اور کچھ تقریریں کیں مگر اندرون سندھ اور ملک کے ایسے ہی دوسرے دور دراز علاقوں میں جانے سے کیوں گھبراتے ہیں اور پہلے خویش بعدہٗ درویش والی ضرب المثل پر عمل کیوں نہیں کیا۔ اس لئے تو نہیں کہ تپتے ہوئے ریگزاروں میں نہ تو ہوائی جہاز ہیں نہ ائرکنڈیشنڈ کاریں۔ نہ تو وہاں مولانا کو مخصوص غذائیں میسر آسکتی ہیں نہ ہی ائرکنڈیشنڈ ہوٹل۔ مولانا رضا نے مزید کہا کہ مولانا نورانی بیرون ملک تبلیغی دوروں پر تو کروڑوں روپیہ صرف کر سکتے ہیں مگر اندرون ملک پسماندہ علاقوں میں جانے سے ہمیشہ کتراتے ہیں۔ پھر یہ بات بھی عوام کی سمجھ سے بالاتر ہے کہ جب بقول عبدالستار خان نیازی پاکستان کے مسلمان ہم سے زیادہ بہتر مسلمان ہیں تو پھر پاکستان کے بدترین مسلمانوں کو چھوڑ کر بہترین مسلمانوں میں اسلام پھیلانے کی تبلیغ کیا معنی رکھتی ہے؟"

(مساوات کراچی۔ ۱۳ اپریل ۷۵ء)

الفرقان: ہمیں معلوم ہے کہ نورانی صاحب کا بیان محض غلط ہے اس لئے وہ مولانا جوناگڑھی کا مطالبہ ہرگز پورا نہیں کر سکتے۔

۳۔ اہلِ پونچھ سے ایمان پرور خطاب

جماعت احمدیہ ہر ملک میں اشاعتِ اسلام کے کام میں مصروف ہے۔ بھارت کے مختلف علاقوں میں بھی وہاں کی جماعت کی تبلیغی مساعی بار آور ہو رہی ہیں۔ قادیان کے ہفت روزہ اخبار "بدر" میں ان مساعی کا تذکرہ ہوتا رہتا ہے۔

گزشتہ دنوں مقبوضہ کشمیر میں جو عظیم الشان تبلیغی اجتماع ہوا اس میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ نے اپنی پر اثر تقریر کے آخر میں فرمایا کہ:-

"اے پونچھ کے باشندو! جماعت احمدیہ نے جس عاجزانہ طریق پر خدا تعالیٰ کی طرف سے بلند ہونے والی آواز کو پیش کیا ہے اس پر سنجیدگی سے غور کرو اور جب عقل فیصلہ کرنے سے عاجز آجائے تو حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنی صداقت کے پہچاننے کا ایک نہایت شاندار طریق یہ بتایا ہے کہ خدا تعالیٰ سے صدقِ دل سے فیصلہ چاہو اور جب حق کھل جائے تو دنیا کی ملامتوں سے نہ ڈرو۔ وہ اکیلا تھا جو نہایت کس مپرسی کی حالت میں قادیان سے خدا تعالیٰ کی آواز پر کھڑا ہوا اور آج ایک کروڑ مل اس کے ساتھ ہو گئے ہیں لیکن

جب ایک سے ایک کروڑ ہو سکتے ہیں تو
ایک کروڑ سے ایک ارب بلکہ کئی ارب ہو
سکتے ہیں۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز"
(اخبار بدر۔ ۱۷ اپریل ۱۹۷۵ء)

الفرقان: احمدیت کی یہی ندا دنیا کے کونے کونے میں بلند ہو رہی ہے اور اسی محبت کے انداز میں بندگانِ خدا کو اپنے رب کی طرف بلایا جا رہا ہے۔

۴۔ موت سے کوئی پیغمبر بچ نہیں سکتا

حضرت میاں میر رح کے حالات میں لکھا ہے کہ:۔
"آخر وہ وقت آ گیا جس سے نہ تو کوئی
پیغمبر بچ سکا ہے اور نہ کوئی بزرگ اور
ولی اللہ۔ آخر ۷ ربیع الاول ۱۰۴۵ھ
منگل کے روز محلہ خواجہ پورہ میں اپنے
حجرے کے اندر جان جانِ آفریں کے سپرد
کر دی۔" (نوائے وقت لاہور۔ ۱۴ مارچ ۱۹۷۵ء)

الفرقان: کیا فطرت کے اس اعتراف کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ ؑ بھی وفات پا گئے ہیں؟

۵۔ حیاتِ جاوداں کے لئے واحد مستحق رسول اکرم ؐ تھے!

شاہ فیصل کی موت کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ:۔
"موت ایک اٹل حقیقت ہے اس سے
نہ کوئی نبی اور ولی مستثنیٰ ہے اور نہ ہی
کوئی بادشاہ اور حاکم۔ اگر اس دنیا میں
کسی کو حیاتِ جاوداں ملتی تو سرورِ کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم اس امت کو سوگوار
چھوڑ کر نہ جاتے اور مسلمان حضرت صدیق
اکبر رض اور حضرت عمر فاروق رض جیسے انسانوں
کی قیادت سے ہرگز محروم نہ ہوتے۔"
(نوائے وقت لاہور۔ ۳ مئی ۱۹۷۵ء)

الفرقان: اسی لئے تو احمدی وفاتِ مسیح کے قائل ہیں اور کہتے ہیں ؎

دنیا اگر کسے پائندہ بودے
ابوالقاسم محمد زندہ بودے

۶۔ خدائی اوامر و نواہی اور اسمبلیوں کے قانون۔

جناب ڈاکٹر محمد باقر صاحب لکھتے ہیں کہ:۔
"اس ملک میں ایک غلط نظریے نے
نہایت مضبوط جڑ پکڑ لی ہے کہ قابلِ
عمل وہی قانون ہے جسے اسمبلیاں منظور
کریں۔ اس نظریے نے ہماری ساری
معاشی اور معاشرتی زندگی کو اسلامی
بنیادوں پر کھڑا ہونے سے کالعدم کر
دیا ہے۔"
(نوائے وقت لاہور۔ ۲۰ مارچ ۱۹۷۵ء)

الفرقان: اس ملک کے علماء کے احساس کمتری کا یہ حال ہے کہ وہ احمدیوں کے خلاف اپنے نوے سالہ فتووں کی توثیق کے لئے اس اسمبلی کے محتاج بن گئے جس کی اکثریتی پارٹی کو وہ تھوڑا عرصہ پیشتر کافر اور خارج از اسلام قرار دے چکے تھے۔

۷۔ سردار عبدالقیوم پر ۹۳ سنگین الزامات

آزاد کشمیر کے صدر سردار عبدالقیوم کے خلاف آزاد کشمیر اسمبلی نے عدم اعتماد کا ووٹ پاس کر کے انھیں صدارت سے علیحدہ کر دیا ہے۔ ان کی خطرناک بدعنوانیوں کے بارے میں آزاد کشمیر گورنمنٹ ایک قرطاس ابیض (بلکہ اسود) شائع کرنے والی ہے۔ اراکین اسمبلی نے عدم اعتماد کی تحریک کے موقعہ پر بہت دلچسپ تقاریر کیں۔ ایک ممبر کا یہ فقرہ خاص توجہ طلب ہے کہ:۔

"امریکہ کے صدر نکسن نے ایک واٹر گیٹ سکینڈل کے الزام پر استعفا دے دیا تھا مگر سردار عبدالقیوم ایسے ترانوے ۹۳ سنگین الزامات کے باوجود صدارت سے چمٹے رہے ہیں" (پاکستان ٹائمز۔ ۱۱ اپریل ۷۵ء)

الفرقان:۔ ہمارا یقین ہے کہ سردار عبدالقیوم کے "کارناموں" کی جتنی تحقیق ہو گی اتنی ہی ان کی اندرونی کیفیت آشکارا ہوتی جائے گی۔

۸۔ مولوی ظفر علیخاں مدیر زمیندار کے آخری ایام

ہفت روزہ چٹان لکھتا ہے کہ:۔

"مولانا ظفر علی خان نے پنجاب میں برطانوی غلامی کے خلاف قربانی و ایثار کی روح پیدا کی۔ اسی صوبے کے مسلمان ان کی بدولت صف آرا ہوئے ان کے اخبار نے اپنے قلم کی توانائی سے مسلمانوں کی نئی لیڈرشپ پیدا کی۔ خود مولانا نے عمر کا بہت بڑا حصہ قید و بند میں گزارا لیکن ملک آزاد ہو گیا۔ پاکستان بنا مولانا چند سال جیئے کئی سال بیماری کی پلیٹ بن کر رہے۔ مرزا بشیر الدین محمود نے تو اپنے مرید بھیج کر بزدلانہ مذاق کیا کہ بیرونی ملک سے ادویات کی ضرورت ہو تو ان کی خدمات حاضر ہیں لیکن ہمارے مسلمان امراء کو احساس ہی نہ تھا کہ ظفر علی خان بیمار ہیں۔ اور آخری عمر میں ان کے حواس خمسہ بھی ان سے دغا کر رہے تھے۔"

(چٹان لاہور۔ ۱۷ فروری ۷۵ء)

الفرقان: مولوی ظفر علی خان کے آخری ایام میں ان کی واقعی یہی کیفیت تھی جو مندرجہ بالا الفاظ میں بیان ہوئی ہے۔ میں نے خود انہیں مری پہاڑ پر اسی کیفیت میں دیکھا تھا۔ سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ نے بطور انسانی ہمدردی ادویہ اور امداد کی پیشکش فرمائی تھی اور عملاً محض للّٰہ مدد کی تھی۔ کسی پر احسان نہ تھا۔ انسانی ہمدردی کو "بزدلانہ مذاق" کہنا ہرگز مناسب نہیں۔ لا نرید منکم جزاءً ولا شکوراً۔

اعلان خریدار اصحاب سے درخواست ہے کہ وہ اپنے پتہ کی تبدیلی کی فوراً اطلاع فرمائیں۔ ورنہ رسالہ ضائع ہو جاتا ہے۔

(منیجر)

البیان

قرآن مجید کا سلیس اردو ترجمہ مختصر تفسیری نوٹ کے ساتھ

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ

یہ وہ عظیم اور بابرکت کتاب اور شریعت ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے پس تم اس کی پیروی کرو اور تقویٰ سے کام لو

تُرْحَمُوْنَ ۙ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى

تاکہ تم پر رحم کیا جائے نیز تاکہ تم یہ عذر نہ کر سکو کہ کتاب (شریعت) تو صرف ہم سے پہلے دو گروہوں پر

طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۪ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۙ

اتاری گئی تھی اور ہم ان لوگوں کے پڑھنے پڑھانے سے بے خبر تھے

اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى

نیز (یہ کتاب اس لئے بھی اتاری گئی ہے) کہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ اگر ہم پر کتاب نازل کی جاتی تو ہم پہلی امتوں سے زیادہ

تفسیر: اس رکوع میں گیارہ آیات ہیں۔ پہلی - دوسری اور تیسری آیت میں قرآن مجید کے کامل ، بابرکت اور جامع ہونے کا ذکر کرتے ہوئے نیز فرمایا ہے کہ اگر تم خدا کے رحم کے طلب گار ہو تو اس کتاب کی اتباع کرو اور تقویٰ سے زندگی بسر کرو۔ قریش مکہ کو خاص توجہ دلائی ہے کہ قبل ازیں تمہارے قرب میں یہود و نصاریٰ پر کتاب الٰہی نازل ہوئی تھی تم کہہ سکتے تھے کہ ہمارا ان قوموں سے کوئی دینی رابطہ نہ تھا۔ ہم ان کے طریق زندگی سے بے تعلق تھے ہم پر براہ راست کتاب نازل ہوتی تو ہم اس پر پورے طور پر عمل کر کے دکھاتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اب تم پر براہ راست کامل شریعت نازل ہو گئی ہے تم نے اپنے

مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ

ہدایت یافتہ ہوتے پس اب تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلے کھلے بینات اور ہدایت اور رحمت آچکی ہے

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ؕ

اب اس شخص سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ کی آیات کی تکذیب کرتا ہے اور عملی طور پر ان سے منہ موڑتا ہے

سَنَجْزِى الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا

ہم عنقریب ان لوگوں کو جو ہماری آیات سے منہ پھیر لیتے ہیں ان کے منہ پھیرنے کے سبب سخت عذاب

كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ۝ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ

دیں گے یہ لوگ نہیں انتظار کرتے مگر اس بات کا کہ ان کے پاس

الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِىَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِىَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ؕ يَوْمَ

فرشتے آئیں یا تیرا رب آئے یا تیرے رب کے بعض خاص نشانات آئیں۔ یاد رکھو کہ جس دن

يَاْتِىْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ

تیرے رب کے بعض نشان ظاہر ہوں گے تو اس دن ایسے انسانوں کو اس وقت ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا

کامل رسول کے ذریعہ تم کو بیّنات، رحمت اور ہدایت سے نوازدیا ہے اب تمہارا کوئی عذر باقی نہیں رہا اب یاد رکھو کہ جو لوگ اس کتاب کی تکذیب کریں گے اس پر عمل کرنے سے منہ موڑیں گے وہ سخت عذاب کے مستوجب ہوں گے۔

چوتھی آیت میں منکرین کے معاندانہ رویہ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ فرماتا ہے کہ یہ لوگ دلائل سے ماننے کے لئے تیار نہیں، خدا کے رحمت کے بڑھائے ہوئے ہاتھ کو ٹھکرا کر مستحق عذاب بن رہے ہیں۔ اختراعی طریقوں کا مطالبہ کرتے ہیں کہ فرشتے ہم پر نازل ہوں خدا ہمیں نظر آئے یا جو نشان و عذاب ہم معین کریں وہ ہمیں دکھائے جائیں۔ فرمایا ایسی صورتوں میں تو قومیں مبتلائے عذاب ہو جاتی ہیں پھر اس وقت ان کے ایمان لانے یا ایمان لا کر خیر و برکت حاصل کرنے کا سوال نہیں رہا کرتا۔ اس لئے اس ضد کے طریق کو اختیار نہ کرو۔ خدا کی دی ہوئی رحمت و برکت سے حصہ حاصل کرو۔ اگر تم بضد رہو کہ عذاب ہی دیکھنا چاہتے ہو تو منتظر کرو اپنے وقت

اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْۤ اِیْمَانِهَا خَیْرًا ؕ قُلِ

جو اس سے پیشتر ایمان نہ لاتا تھا یا اس نے اپنے ایمان کے ذریعہ نیک اعمال نہ کیے تھے اے رسولؐ تو

انْتَظِرُوْۤا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ○ اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ

کہہ دے کہ لوگو! تم انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں یقیناً وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین میں تفرقہ پیدا

وَكَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ ؕ اِنَّمَاۤ اَمْرُهُمْ اِلَى

کیا۔ اور وہ گروہ در گروہ ہو گئے تیرا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے ان کا معاملہ اللہ کے پاس ہے

اللّٰهِ ثُمَّ یُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ○ مَنْ جَآءَ

وہی ان کو ان کے کاموں سے آگاہ کرے گا جو شخص نیکی کرتا ہے

بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ج وَمَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَةِ

اس کو اس کا دس گنا اجر ملے گا اور جو شخص بدی کرے گا تو ایسے

فَلَا یُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ○ قُلْ اِنَّنِیْ

لوگوں کو بدی کے برابر ہی سزا دی جائے گی اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ کیا جائے گا اے رسولؐ! اعلان کر دے

پر وہ بھی آجائے گا۔

پانچویں آیت میں مخالفین کی باہمی فرقہ بندی کو ان کے باطل پرست ہونے پر دلیل ٹھہرایا گیا ہے۔ آئندہ بھی جو لوگ گروہ در گروہ ہونے والے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے کلیتاً بیزار اور بے تعلق قرار دیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ ایسے لوگوں کے درمیان اللہ تعالیٰ خود قیامت کے دن فیصلہ فرمائے گا۔

چھٹی آیت میں اسلام کے اصول جزاء کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ فرماتا ہے کہ نیکی کا بدلہ بڑھ چڑھ کر دیا جائے گا۔ بنیادی طور پر دس گنا تو ضرور ملتا ہے لیکن بدی کا بدلہ بدی کے برابر دیا جاتا ہے۔ زیادہ نہیں۔ ظلم نہ ہونے کا اس جگہ مطلب یہ ہے کہ نیکی کا کم بدلہ نہیں دیا جاتا اور بدی کا بدلہ اس سے بڑھ کر نہیں ملتا۔ نیکی کے بدلہ میں انعام اللہ کا کرم ہے اور بدی کی سزا میں کمی اس کا عفو ہے اس کی طرف سے

هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ

کہ مجھ کو میرے رب نے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دی ہے وہ سیدھا راستہ ایسا دین ہے جو

اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ قُلْ

متوازن اور والّی ہے وہ ابراہیمؑ کا دین ہے جو افراط و تفریط سے بری تھی اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔ تو کہہ دے

اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ

کہ میری نماز میری قربانی میری زندگی اور میری موت سب کچھ یقیناً اللہ کے لئے ہے

الْعٰلَمِيْنَ ○ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا

جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے

اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ○ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ

پہلا اور کامل فرماں بردار ہوں تو ان لوگوں سے دریافت فرما کر کیا میں اللہ کو چھوڑ کر کوئی اور رب

رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۚ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ

تلاش کروں حالانکہ اللہ ہی ہر چیز کا رب ہے۔ ہاں ہر جان جو کمائے گی وہ اسی کے ذمہ ہوگا۔ کوئی بوجھ اٹھانے

والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا

ساتویں آیت میں اعلان فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت الٰہی کے مطابق صحیح دین ابراہیمی پر قائم ہیں یہود اور نصاریٰ اور مشرکین تینوں قومیں ہی دعویدار تھیں کہ ہم ابراہیمی مسلک پر ہیں۔ فرمایا یہودی تفریط کا شکار ہیں اور عیسائی افراط و غلو میں مبتلا ہیں حضرت ابراہیم حنیف تھے وہ ہر قسم کے افراط و تفریط سے الگ تھے۔ مشرکین کا باطل پر ہونا ظاہر و باہر ہے۔ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ حضرت ابراہیم کامل موحد تھے۔ ان تینوں قوموں کا دعویٰ غلط ہے۔ ابراہیمی دین وہی ہے جس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قائم ہیں۔

آٹھویں اور نویں آیت میں مقام محمدی کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے اعتقادی اور عملی طور پر حقیقی توحید الٰہی کو

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى ۚ ثُمَّ إِلٰى رَبِّكُم مَّرْجِعُكُمْ

والی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہ اٹھا سکے گی
پھر تم سب کا لوٹنا تمہارے رب کی طرف ہوگا۔

فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ○ وَهُوَ الَّذِي

اور وہ تم کو ان سب امور سے آگاہ کرے گا جن میں تم آج اختلاف کر رہے ہو
اللہ ہی وہ ہستی ہے جس نے

جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ

تم کو زمین میں جانشین اور حکمران بنایا اور تم میں سے بعض کو بلحاظ درجات کے دوسروں سے بلند

بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتٰكُمْ ۗ إِنَّ رَبَّكَ

کیا - تاکہ وہ تم کو اپنے دیئے ہوئے انعامات میں آزمائے یقیناً تیرا رب

۲۰ ع ۱۱ سَرِيعُ الْعِقَابِ ۖ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ○

جلد عذاب دینے والا بھی ہے
اور وہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا بھی ہے

کو نمایاں کیا گیا ہے۔

دسویں آیت میں توحید کی عقلی دلیل یوں بیان فرمائی کہ جب اللہ ہی سب چیزوں کا رب ہے وہی سب کا خالق اور پالنہار ہے تو دوسرے رب کا سوال کہاں پیدا ہوتا ہے اور جب وہی سب کا براہ راست رب ہے تو ہر جان براہ راست اس کے سامنے اپنے اعمال کے لئے جوابدہ ہے ایک کا بوجھ دوسرے پر ڈالنے یا عیسائیوں کے عقیدۂ کفارہ کا ابطال ایک واضح حقیقت ہے۔

گیارھویں آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو ان کے اشرف المخلوقات ہونے اور ساری کائنات سے بلند ہونے کی یاددہانی کرا کے اپنی طرف متوجہ کیا ہے اور فرمایا ہے کہ تم برے اعمال کی صورت میں سریع العقاب صفت الٰہی کا نشانہ بنو گے۔ اور نیک اعمال کی صورت میں، توبہ و استغفار کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت اور رحمت حاصل کرو گے۔ خود سمجھ لو کہ کون سا انجام تم کو پسند ہے۔

عزیز تر ہے مرے خوں کو آبروئے رسولؐ

جناب خواجہ عبد المنان صاحب ناہید

بتاؤ تم مجھے کافر قرار دوگے اگر
تو چھین لوگے مرے دل سے آرزوئے رسولؐ؟

ہوائے وادیٔ بطحا کے نرم جھونکوں سے
کہو گے بن کے نسیم آئیں وہ مشکبوئے رسولؐ؟

تمہیں خبر ہے کہ میری رگوں میں گردش سے
عزیز تر ہے مرے خوں کو آبروئے رسولؐ

یہ جسم و روح کا پیوند گر رہے نہ رہے
رہے گی روح میں میری یہ جستجوئے رسولؐ

شکوہ و شوکت و شاہی نہیں مزاج مرا
مرے جنوں کو میسر ہو گردِ کوئے رسولؐ

جو ملے کے ہاتھ ہیں قرآں جہاں میں پھیل گئے
انہیں کو آپ نے فرما دیا عدوئے رسولؐ

حصارِ وحدتِ ملت کو توڑنے والو!
چلو گے حشر میں کس منہ سے رو بروئے رسولؐ؟

ایک تاریخی حقیقت

احمدیہ مسجد فضل لندن کا افتتاح

امیر (شاہ) فیصل کا سفرِ لندن

آج سے قریباً نصف صدی پیشتر کفر کی سرزمین انگلستان کے شہر لندن میں ایک مسجد تعمیر ہوئی۔ اس مسجد کی تعمیر میں احمدی خواتین نے اپنے زیورات اور اپنے اموال سے خاص حصہ لیا۔ اس مسجد کی تعمیر کی تحریک ۱۹۲۰ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریک سے ہوئی۔ مختلف مراحل طے ہونے کے بعد ۱۹؍ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود اپنے دستِ مبارک سے اس مبارک مسجد کی بنیاد رکھی۔ دنیا بھر میں اس مسجد کا چرچا ہوا۔ اس زمانہ کے اخبارات اس کے ذکر سے بھرے پڑے ہیں۔

مسجد کی تکمیل ہو جانے پر ۱۹۲۶ء میں اس کے افتتاح کا سوال پیدا ہوا۔ مختلف اکابرِ ملت پر نگاہیں پڑیں۔ امام مسجد لندن مولانا عبدالرحیم صاحب درد ایم اے نے شاہ حجاز کی طرف سے رضامندی معلوم ہو جانے پر ان سے تار کے ذریعہ باقاعدہ درخواست کی کہ آپ لندن مسجد کے افتتاح کے لئے صاحبزادہ امیر فیصل بن عبدالعزیز (جو ۱۹۶۴ء میں شاہ فیصل بنے) کو ارشاد فرمائیں۔ سلطان موصوف نے اس دعوت کو قبول کرتے ہوئے بذریعہ تار جواب دیا کہ:۔

"ہم آپ کی دعوت قبول کرتے ہیں ہمارا
بیٹا فیصل ستمبر کے پہلے ہفتہ میں جدہ
سے روانہ ہوگا۔"

اس پروگرام کے مطابق ۲۳؍ ستمبر ۱۹۲۶ء کو امیر فیصل لندن کے پڈنگٹن سٹیشن پر اترے[1]۔ ان کا انتہائی شاندار استقبال کیا گیا۔ امام مسجد نے شاہزادہ کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے اور حاضرین نے گلاب کے پھولوں کی پتیوں کی بارش کی۔ شاہانہ استقبال کے بعد امیر فیصل ہائیڈ پارک ہوٹل میں بطور گورنمنٹ برطانیہ کے مہمان کے فروکش ہوئے۔

امام مسجد لندن مولانا درد مرحوم نے ۲۹؍ ستمبر کی رات شاہزادہ کی استقبالیہ دعوت کے لئے مقرر کی اور دیگر تین صد معززین کو بھی مدعو کیا گیا۔ مسجد کے افتتاح کے لئے ۳؍ اکتوبر ۱۹۲۶ء مقرر ہوئی۔

اس دوران معاندینِ احمدیت کی وسوسہ انگیزی سے حالات

---

[1] ٹائیٹل کے اندرونی صفحہ پر اسی موقعہ کا فوٹو ہے۔

میں تبدیلی پیدا ہو گئی۔ معلوم ہوا کہ شاہ ابن سعود نے بذریعہ تار امیر فیصل کو مسجد کے افتتاح سے روک دیا ہے۔

پھر کچھ دن بعد یکم اکتوبر کو امام مسجد کو ایک تار موصول ہوا کہ:—

"سلطان نجد نے امیر فیصل کو اس لئے افتتاح سے روکا ہے کہ مارننگ پوسٹ کے حوالہ سے الاہرام قاہرہ میں یہ خبر چھپی تھی کہ مسجد تمام مذاہب کے پیروؤں کے لئے عبادت گاہ ہوگی۔ اور خالص اسلامی مسجد نہ ہوگی اور اب سلطان نے امیر کو تار بھیجی ہے کہ افتتاح کی رسم ادا کرے"

اس تار کے آنے کے بعد حافظ وہبہ منسٹر حجاز ڈاکٹر دملوجی بھی امام مسجد کے پاس پہنچ گئے اور بتلایا کہ امید تو پیدا ہو گئی ہے۔ مزید وضاحت کے لئے امیر فیصل نے سلطان کو تار دیا ہے۔ واضح جواب آنے پر ہم سب شرکت کریں گے۔

جب تقریب افتتاح کے منعقد ہونے میں صرف ایک گھنٹہ باقی رہ گیا تو وزیر خارجہ حجاز کا مندرجہ ذیل مکتوب امام صاحب مسجد کو موصول ہوا:—

"مکرمت مآبی مولوی عبدالرحیم صاحب درد امام مسجد بعد سلام و تکریم کے میں نہایت افسوس سے جناب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ میرا شہزادہ فیصل اس مسجد کی افتتاح کی تقریب میں شامل نہیں ہو سکیں گے جو آپ نے تعمیر کی ہے شہزادہ والا تبار کو خود اس بات کا بہت رنج ہے امیر اور میں دونوں دل سے آپ کی کامیابی اور اس عظیم الشان مسجد کے لئے ہر طرح کی برکات اور آبادی کی خواہش کرتے ہیں اور ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ آپ کی محنت کو کامیابی کا سہرا چڑھائے میری طرف سے بہت بہت سلام اور نیاز قبول فرماویں! آپ کا خیر اندیش

عبداللہ الدملوجی۔"

مسجد لندن کا نہایت شاندار افتتاح مقررہ وقت پر ٹھیک ۳ بجے دن مؤرخہ ۳ اکتوبر ۱۹۲۶ء کو ہو گیا۔ یہ سعادت عظمی جناب خان بہادر شیخ عبدالقادر صاحب بیرسٹر سابق وزیر گورنمنٹ پنجاب کے حصہ میں آگئی۔ انھوں نے افتتاح فرمایا اور ایک موثر تقریر فرمائی:— ؎ ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

تقریر کے آغاز میں جناب شیخ عبدالقادر صاحب نے فرمایا کہ:—

"میں بالوثوق کہہ سکتا ہوں کہ ہم سب کو شہزادہ امیر فیصل کی عدم شمولیت کی وجہ سے کچھ مایوسی ہوئی ہے کیونکہ ان سے اس موقعہ پر اپنے قابل فخر والد امیر ابن سعود کے نمائندہ کی حیثیت سے رونق افروز ہونے کی امید کی جاتی تھی۔ اغلب ہے کہ ان کی موجودگی سے آج کے کام کی تاریخی اہمیت میں اضافہ ہو جاتا اور وہ لندن میں مسلمانوں کی سب سے پہلی عبادت گاہ کی رسم افتتاح کی انجام دہی کی یادگار کو اپنے مقدس وطن میں اپنے ساتھ لے جاتے مگر معلوم ہوتا ہے کہ ان واقعات کے پلٹا کھانے میں اللہ تعالیٰ کے اپنے خاص ارادہ کا دخل تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہایت پرانے صحابی اور چچا زاد بھائی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک نہایت لطیف مقولہ ہے عَرَفْتُ رَبِّيْ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ (میں نے اپنے رب کو مصمم ارادوں کے ٹوٹنے سے پہچانا) مجھے اس سے بڑھ کر کسی اور مشاہدہ کا علم نہیں جو اس سے زیادہ واضح اور سچے طور پر کسی بالا ہستی کے وجود کی صداقت

(الفضل [illegible] نومبر ۱۹۲۶ء [illegible] صفحہ ۶۵-۱۶۷ [illegible]) [illegible]

مکتوب برطانیہ (۳)

تمباکو نوشی کے نقصانات

جماعت احمدیہ کا عزم "ترکِ تمباکو"

جناب امام مسجد لنڈن محترم بشیر احمد خان صاحب رفیق کے قلم سے

مغرب میں جہاں بہتر خوراک اور معاشی استحکام کی وجہ سے عام طور پر لوگوں کی صحتیں اچھی ہوتی ہیں وہاں . . . خود اپنی زندگی کو بعض ایسے روگ لگا دیتے ہیں جو زہرِ قاتل کی طرح آہستہ آہستہ ان کی قومی صحت کو تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ شراب اور منشی اشیاء کا استعمال تو خیر ہے ہی۔ بعض ایسے امراض ان کو لاحق ہیں جن کا بظاہر شراب یا چرس بھنگ کی طرح فوری اثر تو ظاہر نہیں ہوتا لیکن جونک کی طرح آہستہ آہستہ ان کے جسموں کو کھوکھلا کر کے ان کو تباہی کے گڑھے میں دھکیل رہے ہیں۔ ان میں سے ایک بیماری سگرٹ نوشی کی کثرت ہے۔ سگرٹ نوشی آج کی مغربی دنیا میں فیشن کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ نوجوان اور سکولوں اور کالجوں کے طلباء اس کو اس لئے بھی پیتے ہیں کہ اس طرح وہ اپنی سوسائٹی میں باوقار اور ماڈرن سمجھے جائیں گے۔ یہ بیماری مردوں تک ہی محدود نہیں بلکہ عورتیں بھی کثرت سے سگرٹ نوشی کی لعنت میں گرفتار ہیں۔

ابھی حال ہی میں اخبار گارڈین لندن (۳ اپریل ۱۹۷۵ء) میں ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے جس میں مضمون نگار مسٹر فلپ جارڈن (Philip Jordan) نے یہ انکشاف کیا ہے کہ برطانیہ میں ہر سال پچاس ہزار افراد سگریٹ نوشی کے نتیجہ میں ہلاک ہوتے ہیں نیز یہ کہ نئی نسل میں اور بالخصوص لڑکیوں میں سگریٹ نوشی کی رفتار روز افزوں ترقی پر ہے۔ مسٹر جورڈن نے یہ بھی لکھا ہے کہ کروڑوں بلکہ اربوں پونڈ سگرٹ نوشی کے مخالف اور موافق اشتہارات پر ضائع کئے جا رہے ہیں۔ ان کے اعداد و شمار کے مطابق حکومت ہر سال £ 500,000 سگریٹ نوشی کے خلاف چلائی جانے والی مہم پر خرچ کرتی ہے جبکہ سگریٹ بنانے والی کمپنیاں ہر سال ۷ کروڑ پونڈ سگریٹ نوشی کے حق میں اشتہارات پر خرچ کرتی ہیں۔ گویا سالانہ ۷ کروڑ پانچ لاکھ پونڈ (سوا ارب پاکستانی روپیہ) سگریٹ نوشی کے سلسلہ میں خرچ کیا جاتا ہے۔ اگر یہ رقم دنیا کے غریب ممالک میں بھوکوں کو کھانا کھلانے میں تقسیم کی جائے تو لاکھوں انسانوں کی بھوک کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

۱۹۷۲ء کی ایک رپورٹ کے مطابق اس سال ۴۲,۰۷۵ ملین سگریٹ برطانیہ میں فروخت ہوئے جس کا مطلب یہ ہوا کہ اس ایک سال ہی میں ۲۲۰ ملین پونڈ کے وزن کا تمباکو جل کر انسانی پھیپھڑوں

کی تباہی کا باعث بنا۔

ایک اندازہ کے مطابق ۵٫۲ ملین افراد برطانیہ میں برونکائیٹس اور دمہ سے بیمار رہتے ہیں۔ ان کی اکثریت کے لئے سگریٹ نوشی زہرِ قاتل کی حیثیت رکھتی ہے اسی طرح دل کی تکلیف بھی کاربن مانوکسائیڈ (Carbon Monoxide) کے اندر جانے سے موت میں تبدیل ہو جاتی ہے اور یہ کاربن سگریٹ کا ایک ضروری حصّہ ہے۔

سب سے زیادہ دردناک بات تو یہ ہے کہ سگریٹ نوشی کا اثر رحمِ مادر میں جو بچے ہوتے ہیں اُن پر بھی پڑتا ہے اور ان کی آئندہ زندگیوں کے لئے بھی ہلاکت کا باعث ہوتا ہے۔ شیفلیڈ کے ایک ہسپتال میں ۲۰۰۰ حاملہ خواتین پر تجربہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اُن میں سے جو خواتین تمباکو نوشی میں مبتلا تھیں ان میں ۹٫۷ فیصدی بچے حمل میں ہی ضائع ہو گئے جبکہ سگریٹ نہ پینے والی خواتین میں سے ضائع ہونے والے بچوں کی شرح اموات صرف ۱٫۴ فیصد تھی۔ اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ سگریٹ نوشی کرنے والے والدین کے بچوں کو پیدائشی دل کے عارضہ کی شرح ۲۳٫۷ فیصد تھی۔

تمباکو نوشی کا سب سے بڑا نقصان اور مہلک نتیجہ پھیپھڑوں کا سرطان ہے جس سے ہر سال لاکھوں افراد لقمۂ اجل ہو جاتے ہیں سگریٹ نوشی کے نتیجہ میں پھیپھڑے کمزور ہو کر امراض کے مقابلہ سے عاجز آ جاتے ہیں اور آہستہ آہستہ سرطان اور دق کا شکار ہو جاتے ہیں۔

اسلام نے کیا ہی خوبصورت اصول ہمارے سامنے رکھا ہے فرمایا۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ۔ (المومنون ع۱) کہ مومن لغو باتوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ سگریٹ یا تمباکو نوشی محض لغو عادت ہے جس کا نقصان ہی نقصان ہے۔ فائدہ کچھ بھی نہیں۔ منہ سے بدبو آتی ہے منہ کا ذائقہ مستقلاً خراب رہتا ہے۔ پیٹ کے متعدد امراض پیدا ہو جاتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اچھا بھلا قوتِ ارادی رکھنے والا شخص بھی اس موذی مرض اور عادت کا غلام بن کر رہ جاتا ہے۔

آج کے زمانہ میں جبکہ گرانی آسمان سے باتیں کر رہی ہے اور غریب عوام کو زندہ رہنے کے لئے غذا تک میسر نہیں۔ سگریٹ نوشی پر مال کو ضائع کرنا قومی اور انفرادی خودکشی اور جرم عظیم سے کم نہیں۔ اگر اسی رقم سے جو سگریٹ نوشی پر خرچ کی جاتی ہے اعلیٰ اور طیب غذا خریدی جائے تو جسمانی لحاظ سے صحت مند معاشرہ قائم ہو سکتا ہے نیز جتنی رقم ایک سگریٹ پینے والا سگریٹ پر خرچ کرتا ہے اگر اتنی رقم وہ کتابیں خریدنے اور پڑھنے پر خرچ کرے تو معاشرہ میں ایک روحانی اور علمی انقلاب لایا جا سکتا ہے۔

جماعت احمدیہ کو ایک ایک پیسہ کی ضرورت ہے ہم نے دنیا کو روحانی طور پر فتح کرنا ہے اس کے لئے لٹریچر کی ضرورت ہے اور لٹریچر شائع کرنے کے لئے مال کی ضرورت ہے۔ پس اگر ہر تمباکو اور سگریٹ نوش یہ عہد کر لے کہ وہ آج کے بعد سگریٹ اور تمباکو نوشی کو چھوڑ کر جو رقم وہ اس پر خرچ کرتا تھا وہ چندہ میں دے دے گا تو شاید سلسلہ کے بجٹ میں معتدبہ اضافہ ہو جائے اور قومی صحت و تندرستی بھی بہتر ہو جائے گی۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم قومی طور پر "ترکِ تمباکو" کا عزم کر لیں۔ ویسے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جماعت احمدیہ میں سگریٹ یا تمباکو پینے والوں کی تعداد بہت کم ہے لیکن نئی نسل کو اس خطرناک عفریت سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے خلاف ایک مہم چلائی جائے اور اس کے خلاف اعلانِ جنگ کا طبل بجایا جائے۔

عہدِ حاضر کی مسلم دنیا کے متعلق

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی چند پُرجلال پیشگوئیاں

جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد کے قلم سے

قرونِ اولیٰ میں ملتِ اسلامیہ کی شاندار ترقی اور بے مثال عروج کے بعد موجودہ زمانہ میں مسلمانانِ عالم کا اخلاقی، روحانی اور دینی زوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہر سچے عاشق اور جان نثار خادم کے جگر کو پارہ پارہ کرنے اور روح کو تڑپا دینے والا ہے۔ چنانچہ نشرواشاعت جماعت اہلحدیث اسلام آباد نے "حُبِ رسولؐ اور اس کے تقاضے" کے زیرِ عنوان ایک حالیہ ٹریکٹ میں (جو جناب مولانا عبدالعزیز صاحب خطیب جامع اہلحدیث کے قلم سے نکلا ہے) حسبِ ذیل الفاظ میں مسلمانوں کی دردناک حالت کا نقشہ کھینچا گیا ہے:-

"ہم اللہ اور اس کے رسولؐ کے ہر حکم کو ٹھکراتے ہیں اور فریب ہر معاملے میں لین دین کا عمل جاری کئے ہوئے ہیں۔ اللہ کے رسولؐ نے ہمیں دنیا کی محبت اور مال و دولت کی حرص سے دامن بچانے کا حکم دیا تھا اور ہمارا حال یہ ہے کہ بعض اوقات ہم نے حُبِ رسولؐ کے دعویٰ تک کو دنیا حاصل کرنے کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ اللہ کے رسولؐ نے ہم تک قرآن مجید کا یہ روشن حکم پہنچایا کہ اللہ کی رسی کو مل کر مضبوطی سے تھامے رکھنا اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالنا لیکن ہم موت اور تباہی کو اپنے سروں پر مسلط دیکھ کر بھی آپس کی سر پھٹول سے باز نہیں آتے۔ ہم نے دین کی سب سے بڑی خدمت ہی اس بات کو سمجھ رکھا ہے کہ ایک دوسرے کو بے آبرو کریں اور کافر قرار دیکر اس کے درپے آزار ہو جائیں۔ اللہ کے رسولؐ نے ہمیں حق شناسی اور نیک چلنی اور ایمانداری کا حکم دیا تھا لیکن ہم نے ہر بے ایمانی اور بدچلنی کو اپنے لئے جائز اور ہر اچھائی کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے۔ ہماری بستیوں میں جوئے خانوں، عصمت فروشی کے اڈوں، نشہ بازوں کے ٹھیکوں اور لہو و لعب میں مشغول رہنے والوں کی کس قدر کثرت ہے اور ہم رشوت، جعلسازی، کذب، افتراء اور دوسرے کبائر پر کس قدر دلیر ہو گئے ہیں۔"

(صفحہ ۶-۸)

یہ پُرفتن دور یکایک نہیں آگیا۔ بلکہ اس کے اسباب، محرکات اور عوامل صدیوں سے جنم لے چکے تھے اور اندر ہی اندر پورے مسلم معاشرہ کو دیمک کی طرح کھاتے چلے آ رہے تھے اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ مخبر صادق محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ صدیاں قبل اس تاریک اور روح فرسا صورت حال کی جزئیات و تفصیلات تک خبر دے دی تھی۔ تا مسلمان قوم مایوسی اور قنوطیت کا شکار ہونے کی بجائے اپنے حال کا اس فرمان نبوی کی روشنی میں نظر ثانی کرے اور کامیابی اور ظفر مندی کے لئے ظاہری سیاست اور قوت و طاقت کا سہارا لینے کی بجائے خدا کے ان مظلوم بندوں کے ساتھ مل کر غلبہ اسلام کی جدوجہد میں شامل ہو جو آخری زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق نہایت درجہ قلیل ہوں گے اور مصائب و مشکلات کے طوفانوں میں بھی اسلام کا پرچم لہرا رہے ہوں گے۔

اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چند پُرجلال پیشگوئیاں ملاحظہ ہوں:۔

پہلی پیشگوئی

"اِنَّ بین یدی الساعۃِ فتنًا
کقطع اللیل المُظلِمِ فتن
کقطع الدخان یموت فیہا قلب
الرجل کما یموت بدنہ"

(مسند احمد۔ طبرانی)

فرمایا۔ قیامت سے قبل تاریک رات اور دھوئیں کے ٹکڑوں کی مانند فتنے رونما ہوں گے جن میں آدمی کا دل اسی طرح مردہ ہو جائے گا جس طرح اس کا بدن مرجاتا ہے۔

دوسری پیشگوئی

"ستفترق امتی علیٰ بضع وسبعین
فرقۃ اعظمہا فرقۃ قوم یقیسون
الامور برأیہم فیحرّمون الحلال
ویحللون الحرام"

(مستدرک حصہ ۱ صفحہ ۴۳۰)

میری امت ستّر سے اوپر فرقوں میں منقسم ہو جائے گی جن میں سب سے بڑا فرقہ ایسے لوگوں کا ہوگا جو اپنے رائے کے مطابق معاملات پر قیاس آرائی کریں گے اور حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹھہرالیں گے۔

تیسری پیشگوئی

"سیجیئ فی آخر الزمان اقوام
الحلیم فیہم غادٍ والآمرُ فیہم
بالمعروف متّہمٌ والمومن فیہم
مستضعف والفاسق فیہم مشرفٌ
السُنّۃ فیہم بدعۃ والبدعۃ فیہم
سنّۃٌ۔ فعند ذٰلک یُسلّط علیہم
شِرارُھم" (حدیث ابن عباسؓ)

آخری زمانہ میں ایسی اقوام آئیں گی جن میں حلیم کو گمراہ سمجھا جائے گا اور امر بالمعروف کرنے والوں پر بہتان تراشی کی جائے گی۔

مومن کمزور اور فاسق معزز ہوں گے اور سنّت کو بدعت اور بدعت کو سنّت قرار دیا جائے اس وقت شرار اُن پر مسلّط کر دیئے جائیں گے۔

چوتھی پیشگوئی

مسند احمد بن حنبل، ابو داؤد اور ترمذی میں یہ حدیث آتی ہے کہ :-

" مروا بالمعروف وانهوا عن المنكر
حتى اذا رأيت شحًا مطاعًا وهوىً
متّبعًا ودنيا مؤثرةً ..... فعليك
بخاصة نفسك ودع العوام فان
من ورائكم ايامًا، الصابر فيهن
كالقابض على الجمر، للعامل
فيهن مثل اجر خمسين رجلاً
يعملون بعملكم۔"

فرمایا۔ نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو۔ یہاں تک کہ تم اس زمانہ کو دیکھو جبکہ لالچ کی اطاعت اور خواہشات نفس کی پیروی کی جائے گی اور دنیا کو مقدم کیا جائے گا۔ اس وقت تمہیں خاص طور پر اپنے نفس کی نگہداشت کرنی چاہیئے اور عوام سے کنارہ کش ہو جانا چاہیئے کیونکہ تمہارے پیچھے ایسے دن بھی آئیں گے جن میں صبر کرنے والے انگاروں پر لوٹنے والے کی مانند ہوں گے۔ ان ایام میں دین کی خدمت بجا لانے والا ہر شخص پچاس صحابہؓ کے برابر اجر و ثواب کا مستحق ہوگا۔

پانچویں پیشگوئی

"إنّ من اعلام الساعة واشراطها
ان يكون المومن فى القبيله اذلّ
من النقد۔" (طبرانی)

" ياتى على الناس زمان يستخفى
المومن كما يستخفى المنافق فيكم
اليوم۔" (فردوس دیلمی)

یعنی۔ قیامت کی علامات و اشراط میں سے ہے کہ مومن اپنے قبیلہ (برادری) میں ردّی چیز سے بھی زیادہ ذلیل سمجھا جائے گا۔ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ مومن اسی طرح پوشیدہ ہو جائیں گے جس طرح آج منافق چھپتے پھرتے ہیں۔

چھٹی پیشگوئی

اس معاشرہ کا خطرناک نتیجہ کس صورت میں رونما ہوگا؟ اس کی نسبت پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جن الفاظ میں خبر دی ہے اس کا ادنیٰ تصوّر بھی جسم کے ذرّہ ذرّہ میں کپکپی پیدا کر دینے کے لئے کافی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا :-

" ياتى على الناس زمان يدعو ا
فيه المومن العامة فيقول الله
ادع لخاصة نفسك استجب

لکَ - فاما العامۃ فانی علیھم ساخطٌ۔“

(فردوس دیلمی - حدیث حضرت انسؓ)

یعنی لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں خدا کے مومن بندے عوام کے لئے دعا کریں گے مگر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کہ خاص اپنی ذات کے لئے دعا کرو تو میں قبول کروں گا۔ مگر جہاں تک عوام کا تعلق ہے میں ان سے ناراض ہوں۔

ساتویں پیشگوئی

مندرجہ بالا حالات میں خدا کے مومن بندوں کا خدا کے دفتر میں کتنا عالی مقام ہوگا؟ اس کی تشریح ہمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی درج ذیل حدیث سے بھی ملتی ہے۔

”اذا ظھرت فیکم السکرتان سکرۃ الجھل وسکرۃ حب العیش ..... فالقائمون یومئذ بکتاب اللہ سراً وعلانیۃ کالسابقین الاولین من المھاجرین والانصار۔“

(بحوالہ مطابقۃ الاختراعات العصریہ مطبوعہ مصر از علامہ ابوالفیض احمد بن محمد بن الصدیق الغماری)

جب تم میں جہالت اور حبِ زندگی کے خمار ظاہر ہوں تو اس وقت کتاب اللہ پر ظاہر و باطن میں قائم رہنے والے السابقون الاولون کی طرح ہوں گے جو مہاجرین و انصار میں تھے رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ۔ ع

یہ درجہ خلیفہ ملا جس کو مل گیا۔

اقوالِ ذہب

جناب مسعود مجیب صاحب انجینئر۔ میرپور (آزاد کشمیر)

سیدنا الامام المہدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

- ”جو شخص بدی میں اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی سے جھکتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے بادشاہوں کو جھکا دیتا ہے اور ان ملوک بندہ کو مالک بنا دیتا ہے۔“ (کرامات الصادقین۔ اردو ترجمہ)
- ”درجات کے حصول میں بڑی روک

ریاکاری جو نیکیوں کو کھا جاتی ہے اور کبر جو بدترین بدی ہے اور گمراہی ہے۔ جو سعادت کی راہوں سے دور لے جاتی ہے ..... اس اللہ نے حکم دیا ہے کہ لوگ اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہا کریں تا وہ ریا کی مرض سے نجات پائیں۔ اور سے اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہنے کا حکم دیا تا وہ کبر اور غرور سے بچ جائیں پھر اس نے اِھْدِنَا کہنے کا حکم دیا تا وہ گمراہیوں اور خواہشات نفسانی سے چھٹکارا پائیں۔“ (تفسیر سورۃ فاتحہ ص ۱۹۸۔ بحوالہ اردو ترجمہ کرامات الصادقین)
- قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے
- ہر ایک کو جو پاک ہوا وہ یقین سے پاک ہوا (کشتی نوح)

اقبال کی ایک یادگار تحریر

عنوان بالا سے روزنامہ نوائے وقت لاہور نے اپنی اشاعت مؤرخہ ۲۱ اپریل ۱۹۷۵ء میں علامہ اقبال کی انگریزی تحریر کا اپنے درج ذیل اردو تعارفی نوٹ کے ساتھ شائع کیا ہے ــــــ (ایڈیٹر)

"برصغیر کی تقسیم سے قبل ۱۹۲۹ء کی ایک یادگار تحریر جو علامہ اقبالؒ نے پنجاب کے ایک مشہور انگریز نواز مسٹر ایم بی گوہری مرحوم سپیشل آرمی ریکروٹر جنگ عظیم اوّل ۱۹۱۴ء کے بارے میں لکھی:ــــ

This is to certify that M. B. Gauhar has done good service to Govt. in various capacities for which he holds sanads & testimonials. I have read some of them, and have no hesitation in saying that he deserves some kind of recognition for his loyal services to Govt. I understand that he did all this as a matter of duty & not for the sake of reward as several other people did.

Lahore
27th Apr 1929.

Mohammad Iqbal Kt.,
Barrister-at-law, PhD., M.A.
Lahore.

معزز قارئین! اب اس "یادگار تحریر" کے بارے میں روزنامہ "امروز" لاہور کا "گریبان" بھی ملاحظہ فرمائیں۔ منّو بھائی لکھتے ہیں:ــــ

"اقبال کی ایک یادگار تحریر" ــــــ اس عنوان سے ایک بالتصویر تحریر امروز کے اقبال ایڈیشن کے صفحہ آخر پر شائع ہو چکی تھی۔ تحریر ایک ایسی سند کے عکس اور اس کے تعارف پر مشتمل تھی جو علامہ اقبالؒ نے ۲۷ اپریل ۱۹۲۹ء کو سپیشل

آرمی ریکروٹر مسٹر ایم بی گوہری کے لئے جاری کی تھی۔ اقبال ایڈیشن کی کوئی دس ہزار کاپیاں چھپ سکی تھیں کہ ادارہ امروز کے بعض سینئر ارکان کی نگاہ "یادگار تحریر" کے عنوان پر پڑی۔ انھوں نے یہ یادگار تحریر پڑھی تو فوراً پریس میں چھپائی کا کام رکوا دیا اور طبع شدہ کاپیاں چیف ایڈیٹر کی اجازت سے تلف کردیں۔ کاغذ اور دیگر سامان طباعت کی مہنگائی کے موجودہ دور میں کسی اخبار کی دس ہزار کاپیاں ضائع کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے مگر اس نقصان کو برداشت کرنے کا فیصلہ درست تھا کیونکہ علامہ اقبالؒ کی جو عزت اور جو احترام ہمارے دلوں میں پایا جاتا ہے اس کے سامنے یہ نقصان کوئی حیثیت نہیں رکھتا اگر ساٹھ ہزار کاپیاں بھی چھپ جاتیں تو ضائع کردی جاتیں ——— یہ درست ہے کہ بعض متعصب حلقوں میں ابھی تک دبی زبان سے علامہ اقبالؒ کے کردار میں عوامی تاثرات، عزت، احترام اور وقار کو تباہ کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں اور جب تک ذہنوں میں کدورتیں اور دلوں میں خباثتیں اور نظروں میں تعصبات موجود ہیں کی جاتی رہیں گی۔ مگر امروز اس میں کسی صورت اور کسی حالت میں بھی حصہ نہیں لے سکتا۔

امروز نے علامہ اقبال کو کبھی فرشتہ نہیں سمجھا انسان سمجھا ہے اور انسانوں میں اور انسانی تعلقات میں بعض کمزوریاں بھی ہوتی ہیں۔ وہ بعض حالات میں غلطیاں بھی کرسکتا ہے اس سے بعض غلط فیصلے بھی سرزد ہوسکتے ہیں مگر ہر انسان اپنی اجتماعی کارکردگی سے پہچانا جاتا ہے اور علامہ اقبال کی اجتماعی کارکردگی انھیں اپنے عہد کے عظیم انسانوں کی صف میں کھڑا کرتی ہے۔ نظریۂ پاکستان کا خالق بناتی ہے۔ زعیم مشرق اور حکیم الامت بناتی ہے۔ پیام مشرق اور ضرب کلیم اور زبور عجم کا مصنف بناتی ہے اور یہی ان کے یادگار کارنامے اور یادگار تحریریں ہیں۔ ان کے کسی اور اقدام کو "ان کی" یادگار حرکت" اور کسی اور تحریر کو "یادگار تحریر" بنانا نظریہ پاکستان، زعیم مشرق اپنی قومی حکمت، پیام مشرق، ضرب کلیم اور زبور عجم کا منہ چڑانے کے مترادف ہے اس لئے قابل مذمت ہے تلف کردینے کے لائق ہے مذکورہ بالا "یادگار تحریر" کو بھی اسی خیال اور اسی جذبے کے تحت تلف کردیا گیا اور نئی پلیٹ بنا کر اس تحریر کو غائب کردیا گیا تھا۔

آج صبح جو دیکھا تو یہی "تحریر" اقبال کی ایک یادگار تحریر" کے عنوان سے روزنامہ "نوائے وقت" کے اقبال ایڈیشن میں موجود ہے امروز میں تو دو کالموں میں شائع ہورہی تھی مرکزی اقبال کمیٹی کے رکن کی ملکیت اور نظریہ پاکستان کے خود ساختہ محافظ "نوائے وقت" کے تین کالموں میں نمایاں مقام پر دو تصویروں کے ساتھ چھپی ہوئی ہے تعارفی نوٹ یوں ہے:۔ "برصغیر کی تقسیم سے قبل ۱۹۲۹ء کی ایک یادگار تحریر جو علامہ اقبال نے پنجاب کے ایک مشہور انگریز افسر مسٹر ایم بی گوہی مرحوم سپیشل آرمی ریکروٹر جنگ عظیم اول ۱۹۱۴ء کے بارے میں لکھی" ——— اس تحریر کی اشاعت کے اہتمام سے اندیشہ یہی ہوتا ہے کہ علامہ اقبال سے نوائے وقت کے کچھ نظریاتی اختلافات ہوگئے ہیں اور معاصر موصوف نظریاتی اختلاف اور (نظریاتی) محبت میں ہر چیز کو جائز سمجھتا ہے مگر یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ "قیام پاکستان" نے "ان" کا کیا بگاڑا ہے کہ اسے "برصغیر کی تقسیم" کا نام دے دیا" (امروز ۲۲ اپریل ۷۵ء)

الفرقان:۔ ہمارے نزدیک وقت آگیا ہے کہ **محققین** علامہ اقبال کو انسانوں میں سے ایک انسان سمجھتے ہوئے ان کے صحیح اور غلط فیصلوں کا جرأت مندانہ جائزہ لیں۔ ورنہ ممکن ہے کہ مستقبل قریب میں علامہ اقبال کی شخصیت بہت سے نااہل لوگوں کیلئے ٹھوکر کا موجب بن جائے گی۔

ایک تحقیقی تاریخی مقالہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط بنام ہرقل قیصر روم

اور

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت اسلام بنام ملکہ وکٹوریہ قیصرۂ ہند و انگلستان

از قلم جناب مولوی بشارت احمد صاحب بشیر سابق مبلغ افریقہ

(۱)

ایرانی اور بیزنطینی حکومتیں نسلاً بعد نسل سے ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تو فریقین کی باہمی جنگ و جدال میں اور بھی تیزی پیدا ہو گئی تھی۔ اقتدار کی ہوس کے ساتھ ساتھ مذہبی جذبہ بھی کارفرما تھا۔ ایرانی مشرک تھے اور بیزنطینی عیسائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر ایک عظیم الشان پیشگوئی کا اعلان ان الفاظ میں فرمایا:۔

"الٓمّٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِھِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ۝ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ ۝ وَلِلّٰہِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ وَیَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ بِنَصْرِ اللّٰہِ ؕ یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝ وَعْدَ اللّٰہِ ؕ لَا یُخْلِفُ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝" (سورۃ الروم)

امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام اس پیشگوئی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"الٓمّٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝

میں کیسی عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ ایرانی مشرک تھے اور رومی عیسائی تھے۔ مگر

قیصر روم نے جس کا نام ہرقل تھا جیسا کہ
صحیح بخاری میں درج ہے اسلام کی صداقت
کا اعتراف کیا تھا اور وہ اس طرح پر موحد بھی
تھا۔ غرض ایرانیوں نے رومیوں پر فتح پائی
تو کفار مکّہ نے یہ سمجھ لیا تھا کہ ہم بھی غالب ہو
جائیں گے۔ یعنی نے اس پیشگوئی کو اٹکل کہا۔
مگر انہیں یہ معلوم نہیں کہ اس میں دوہری پیشگوئی
ہے کہ اس دن اسلام کی بھی فتح ہوگی چنانچہ
بدر کی لڑائی میں جب فتح ہوئی۔ اسی دن
ایرانی مغلوب ہوئے۔"

(اخبار الحکم نمبر ۲۴ جلد ۶۔ ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

ہجرت نبوی سے کچھ پہلے (۶۱۳ء تا ۶۱۶ء) ایرانی
فوجوں نے بیزنطینی افواج کو شکست دے کر دمشق، بیت المقدس
اور اسکندریہ پر قبضہ کر لیا۔ مگر ہجرت کے پانچویں سال ۶۲۷ء
میں نینوا کے مقام پر ایرانیوں کو کچھ ایسی شکست ہوئی کہ لڑائی
کا پانسہ ہی پلٹ گیا۔ رومیوں نے فارس میں گھس کر ان کے آتشکدہ
کو تباہ و برباد کر دیا اور وہ صلیب جس کے متعلق مشہور تھا کہ اس
پر یسوع مسیح کو لٹکایا گیا تھا اور ایرانی اپنی فتوحات کے دوران
اسے اپنے ہمراہ لے گئے تھے واپس لائے۔ رومیوں نے نہ صرف
اپنا کھویا ہوا علاقہ واپس لے لیا بلکہ حریف سے اپنی من مانی
شرطیں بھی منوالیں۔ (نو انڈیک انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا۔ زیر لفظ
"پرشیا")

جن غیر معمولی حالات میں رومیوں کو یہ فتح نصیب ہوئی
ان کے بارہ میں مشہور عیسائی مؤرخ گبن نے اعتراف کیا ہے کہ
ان کو دیکھتے ہوئے شاید ہی اس سے بڑھ کر اور کوئی پیشگوئی پیدا ہونے
سے بعید از قیاس نہیں ہو سکتی تھی۔ ("فال آف رومن ایمپائر"
جلد ۵) (Fall of Roman Empire" Vol: 5)

(۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نامۂ مبارک

ہرقل قیصر روم کے نام

صلح حدیبیہ کا واقعہ تاریخ اسلام میں ایک مشہور واقعہ
ہے۔ قرآن پاک میں اسے فتح مبین[1] کے نام سے موسوم کیا گیا
چنانچہ پادری مارس سیل رقم طراز ہیں:۔

"اسلام کی جنگی اور سیاسی فتوحات کی
فہرست میں ایک ابتدائی اور شاید سب سے
بڑی فتح کا ذکر اکثر نظر انداز ہو جاتا ہے۔
مسلمان اہل قلم اوّل تو اس کی اہمیت ہی
نہیں سمجھتے اور اگر سمجھتے ہیں تو اس کی قدر
و قیمت کچھ زیادہ نہیں لگاتے۔ یہ فتحمندی
زور اور قوت کی نہیں، ضبط و احتیاط کی
تھی...... میری مراد مکّہ کے سرحدی مقام
حدیبیہ کی صلح سے ہے جہاں محمد (صلی اللہ
علیہ وسلم) اور قریش کے درمیان قوتِ ارادی
کی ٹکر تھی...... بالآخر مکّہ والوں نے مصالحت

[1] إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا (سورۃ الفتح)

کی شرطیں پیش کیں...... محمدؐ نے یہ شرائط منظور کر لئے بغیر کے سیرت نویس ابن اسحٰق نے لکھا ہے کہ اسلام کی کوئی فتح اس صلح سے بڑھ کر اس سے قبل نہیں حاصل ہوئی تھی۔ کیونکہ جنگ موقوف ہو گئی تھی اور لوگ گفتگو و مباحثہ میں مشغول ہو گئے تھے پس جس میں کچھ بھی عقل کا حصہ تھا وہ اسلام قبول کر لیتا تھا۔ خود قرآن نے جاہلیت کے اشکبار وحشت و درندگی کا تقابل اس صلح حدیبیہ کے سلسلہ میں صبر و سکینت و تقویٰ الہٰی سے کیا ہے۔"

آخر میں پادری صاحب رقمطراز ہیں:۔

"ہم جس چیز کی داد صلح حدیبیہ میں دیتے ہیں وہ فریقین کی مصالحت جوئی ہے (حالانکہ مصالحت جوئی کا اظہار صرف ذات پیغمبر برحق سے ہوا تھا نہ کہ فریقین سے) اور یہ تعلیم یسوع کا اگر مغز نہیں تو اور کیا ہے اور ایسے کردار سے بڑھ کر کون شہزادۂ امن کے پیغمبر لقب کا مستحق ہوا ہے۔ یسوع کا قول ہے کہ صلح کرانے والے فرزندان خدا ہیں۔"

(رسالہ "مسلم ورلڈ" امریکہ اکتوبر ۱۸۹۶ء)

اس صلح کی رُو سے قریش مکہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دس سال تک لڑائی بند رکھنے کا معاہدہ کیا تھا۔ قریش مکہ جن کی اقتصادی حالت سابقہ جنگوں کے باعث ناگفتہ بہ ہو چکی تھی اب اپنے لئے امن کی فضا پا کر شام کے شہروں کی طرف تجارتی قافلے لیکر روانہ ہوئے تاکہ ماضی کے نقصانات کی تلافی کر سکیں۔ ان میں سے ایک تجارتی قافلہ ابوسفیان کی سرکردگی میں ملک شام پہنچا۔

اُدھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاہدۂ صلح کے معاً بعد (جو ذی قعدہ ۶ھ ہجری کے اواخر میں قرار پایا تھا) ہمسایہ ملکوں کے بادشاہوں اور فرمانرواؤں کو دعوتِ اسلام کے خطوط بھیجے۔ اُن میں سے ایک خط ہرقل قیصر روم کے نام بھی تھا۔ اس سفارتی مہم کے فرائض حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے سرانجام دیئے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سفیر کو ارشاد فرمایا کہ وہ خط شہر بُصریٰ (علاقہ حوران) کے حاکم کے حوالے کر دے۔ گورنر بُصریٰ نے اس کا انتظام خود کیا کہ وہ خط قیصر روم کے پاس جو ان دنوں ایشیائے کوچک میں مقیم تھا۔ بھیج دے۔ اس خط کا متن مندرجہ ذیل کتب میں ملتا ہے:۔

(۱) صحیح بخاری کتاب ۱ باب ۶، کتاب ۵۶ باب ۱۰۲، کتاب ۶۵ باب ۲ حدیث ۶

(۲) تاریخ طبری صفحہ ۱۵۶۵

(۳) مسند احمد بن حنبلؒ جلد ۱ صفحہ ۲۶۳

(۴) مفید العلوم و مبید الہموم مؤلفہ قزوینیؒ باب ہشتم

(۵) زاد المعاد مؤلفہ ابن القیمؒ جلد ۳

قیصر روم نے خط ملتے ہی ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کو طلب کیا تاکہ مدعیٔ نبوت کے متعلق مزید معلومات حاصل کر کے وہ کوئی قطعی اور یقینی رائے قائم کر سکے۔ حضرت ابوسفیان کی روایت جو صحیح بخاری اور دیگر مستند تاریخی کتب میں مذکور ہے اگر اسے بیرونی شہادتوں کی روشنی میں دیکھا جائے تو ایسے قوی قرائن ملتے ہیں جو اس کی صحت کو پایۂ یقین تک پہنچاتے ہیں۔ مثلاً حضرت ابوسفیان کا یہ بیان کہ اس نے ہرقل سے

بیت المقدس میں صلح حدیبیہ کی میعاد کے زمانہ میں ملاقات کی۔ تاریخ روم اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ اس عرصہ میں ہرقل صلیب مقدس کی واپسی اور ایرانیوں پر غلبہ عطا ہوا تھا اس پر سجدۂ شکر بجا لانے کے لئے بیت المقدس آیا ہوا تھا۔ صلح حدیبیہ کا معاہدہ ذی قعدہ سنہ ۶ ہجری میں ہوا تھا جو عیسوی سن کی رُو سے اپریل ۶۲۸ء بنتا ہے اور گبن نے "دی فال آف رومن امپائر" جلد ۳ (The Fall of Roman Empire"-Vol: 3.) میں اس کی آمد کا سنہ ۶۲۹ء بیان کیا ہے۔

ہرقل ایک بلند پایہ عالم تھا اور اُسے توریت اور انجیل پر پورا عبور حاصل تھا۔ اس نے ابوسفیان سے حالات سن کر تصدیق کی اور کہا کہ میں تو پہلے ہی سے جانتا تھا کہ وہ نبی موعود ظاہر ہونے والا ہے۔

مغربی علماء اور مستشرقین کو اس واقعہ کی صحت و صداقت پر شبہ ہے اور انہوں نے اس روایت کی صداقت و صحت پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ میں صرف دو مستشرقین کے اعتراضات کو لیتا ہوں۔ ایک سویڈن کے مشہور مولف بول (Bulle) ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بعنوان "داس لیبان محمدؐ" (Das Leban Muhammad) لکھی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ:-

"مسلمان مورخین کی روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفراء جنہیں خطوط دے کر مختلف فرمانرواؤں اور بادشاہوں کے پاس بھیجا گیا تھا معجزانہ طور سے ان ممالک کی زبانیں بولنے لگ گئے۔ یہ واقعہ اصل میں مسیح کے حواریوں کے متعلق مشہور ہے کہ حضرت مسیح کی دعا کے نتیجہ میں ہر حواری خود بخود اس ملک کی بولی بولنے لگ گیا۔ دوسرے الفاظ میں مسلمان مورخین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جو ممالک میں سفیروں کو بھیجے اور اُن کے نئی زبانوں کے خود بخود سیکھ جانے کو محض اس لئے گھڑ لیا ہے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی بات میں یسوع مسیح سے کم نظر نہ آئیں۔"

("Das Leban Muhammad." P-245)

مصنف بول نے اپنے اس اعتراض کے کسی ماخذ کا ذکر نہیں کیا۔ البتہ اس واقعہ کی پوری تفصیلات سیرۃ ابن ہشام اور طبری میں ملتی ہیں۔ واقعہ یوں درج ہے:-

"صلح حدیبیہ کے بعد ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ طے فرمایا کہ متعدد ہمسایہ فرمانرواؤں کے پاس تبلیغ اسلام کے لئے سفارتیں بھیجی جائیں۔ سفیروں کو نامزد کرنے سے پہلے آپ نے تمہیداً حضرت عیسٰے علیہ السلام کے معجزہ اور فرستادہ حواریوں کے واقعہ کا ذکر فرمایا اور ارشاد کیا کہ اگر میں بھی کچھ سفیر بھیجنا چاہوں تو تم لوگوں کو بھی ان حواریوں کی طرح پس و پیش نہیں کرنا چاہیئے۔ اس کے بعد اعلان فرمایا کہ فلاں شخص فلاں حکمران کے پاس خط لے جائے اور فلاں شخص فلاں کے پاس۔"

ان دونوں بیانات کے موازنہ سے یہ امر بخوبی حل ہو جاتا ہے

کہ مصنف یول نے حقائق کو عمداً مسخ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس روایت میں نہ تو کوئی خارق العادۃ واقعہ ہے اور نہ کوئی خلاف عقل یا غیر قرین قیاس امر۔

اب میں اطالوی مستشرق کائتانی (Caetani) کے اعتراضات اور ان کے جوابات عرض کرتا ہوں۔

پہلا اعتراض

مسلمان مؤرخین سفراء کے بھجوانے کا واقعہ سنہ ۶ ہجری کے اواخر کا قرار دیتے ہیں اور یہی مؤرخین کہتے ہیں کہ حضرت دحیہ (رض) کے مال و متاع پر قیصر کی سفارت سے واپسی پر جو ڈاکہ پڑا وہ سنہ ۶ ھ کے وسط میں پیش آیا۔ سنہ ۶ ھ کے اواخر میں روانگی اور اسی سال کے وسط میں واپسی بدیہی طور پر ناممکن ہے۔

دوسرا اعتراض

حضرت دحیہ (رض) کا قیصر کے پاس جانا بیان کیا جاتا ہے اور وہ غزوہ خیبر میں بھی شریک رہتے ہیں۔ یہ غزوہ سفارت کی روانگی کے بعد پیش آیا اور یہ غیر قرین قیاس ہے کہ حضرت دحیہ سفارت کو سرانجام دے کر اس قدر جلد واپس آ گئے ہوں۔

تیسرا اعتراض

مسلمان مؤرخ بیان کرتے ہیں کہ اسلامی سفیر نے قیصر روم سے بیت المقدس میں ملاقات کی جبکہ وہ صلیب مقدس کے ایرانیوں سے واپس مل جانے کی خوشی میں وہاں آیا ہوا تھا۔ قیصر کی آمد سنہ ۶۲۹ء کی ابتدا یعنی سنہ ۷ ھ کے اواخر میں ہوئی نہ کہ سنہ ۷ ھ کے اوائل میں۔ جیسا کہ مسلمان مؤرخین کے بیان سے مترشح ہوتا ہے۔

چوتھا اعتراض

سیرت ابن ہشام دراصل سیرۃ ابن اسحٰق کا مثنیٰ ہے مگر ان سفارتوں کی روانگی کا واقعہ ابن اسحاق کی اصل کتاب میں مذکور نہیں ہے کیونکہ روایت کی ابتداء میں ابن ہشام نے ابن اسحٰق کا نام لیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ واقعہ ابن ہشام نے خود گھڑ لیا ہے۔

پانچواں اعتراض

اس واقعہ کے راوی صرف ایک ابن عباس (رض) ہیں جن کی عمر اس وقت دس سال تھی۔ اگر یہ واقعہ اتنا ہی اہم تھا تو دوسرے صحابہؓ سے بھی مروی ہوتا (ملاحظہ ہو:
Caetani Annali dell Islam.
ایڈیشن ۱۹۰۵ء)

پہلے اعتراض کا جواب

اس کا جواب تو یہ ہے کہ مسلمان مؤرخین نے تاریخ لکھتے وقت بہت سے واقعات کا تذکرہ بلا تعیین تاریخ بیان کیا ہے جیسا کہ سیرۃ ابن ہشام اور تاریخ یعقوبی سے عیاں ہے۔ حضرت دحیہ رض کے مال لٹنے وغیرہ کی مہم کا ذکر بھی بلا تعین تاریخ بیان کیا گیا ہے۔ البتہ تاریخ طبری میں سنہ ۶ ھ کے وسط کا ذکر ہے۔ مگر یہ واقدی کی روایت ہے اور واقدی کی حیثیت ایک تاریخی فسانہ نگار سے بڑھ کر نہیں ہے۔ واقدی ایک مسلمان مؤرخ ہے اور اس کے بیان سے اس اہم تاریخی

واقعہ پر زد پڑتی ہے اس لئے ہمیں اس کا مناسب حل تلاش کرنا ہوگا۔ واقدی نے واقعات کے تعین میں اس بات کا لحاظ نہیں کیا کہ عرب میں مختلف سن رائج تھے اور جس وقت سفارت کا واقعہ پیش آیا ہے اس وقت حجاز میں سنہ کبیسہ رائج تھا اور اس سنہ کے ہر تین سال گزرنے پر ایک مہینہ بڑھایا جاتا تھا پھر بعض اوقات سنہ ہجری سے وقت کا تعین کیا ہے اور کبھی تاریخ ہجرت سے۔ ہجرت نبوی اور سنہ ہجری میں دو ماہ کا فرق ہے اور ۶ سنہ ہجری میں حجاز کے مروجہ سنہ کبیسہ اور ہجری سنہ میں دو ماہ کا فرق ہو جاتا ہے۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ واقدی نے حضرت دحیہؓ کی مہم کا وقت بیان کرتے وقت مروجہ عربی سنہ کی بجائے ہجری سنہ بیان کر دیا اور کبیسہ مہینوں کے بڑھانے کا خیال نہ رکھا تو پھر اس پانچ چھ ماہ کے فرق کا اصلی باعث معلوم ہو جاتا ہے۔

عرب مورخین نے جن میں مؤلف سیرۃ ابن ہشام بھی شامل ہیں یہ ضرور بیان کیا ہے کہ حضرت دحیہؓ جب قیصر روم کو نامہ مبارک پہنچا کر شام سے واپس آ رہے تھے تو ان پر چند بدوی قبائل نے ڈاکہ ڈالا۔[1] حقیقت یہ ہے جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ حضرت دحیہؓ ۶ سنہ ھ کے اواخر میں شام کو روانہ ہوئے[2] اور جب آپ قبیلہ جذام کے علاقہ میں تھے تو اس قبیلہ کے چند رہزن افراد نے ان پر حملہ کیا لیکن چونکہ اس قبیلہ کے چند خاندان مسلمان ہو چکے تھے۔ جب انہیں اطلاع ملی تو فوراً دوڑے اور حضرت دحیہؓ کا مال ڈاکوؤں کے ہاتھوں سے چھڑایا۔ حضرت دحیہؓ واپس مدینہ تشریف لائے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا ماجرا بیان کیا اس سے بعض افراد نے یہ سمجھ لیا کہ آپ سفارت پوری کر کے واپس آ گئے ہیں اور یہی روایت مسلمان مؤرخین میں جگہ پا گئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہم ان ڈاکوؤں کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمائی اور چند دن کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی خیبر تشریف لے گئے جہاں حضرت دحیہؓ کے ساتھ رہے اور خیبر کی فتح کے بعد حضرت دحیہؓ بھی وہاں سے دوبارہ شام کو روانہ ہوئے تاکہ قیصر روم کو نامہ مبارک پہنچائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مہم ان قزاقوں کی تادیبی کارروائی کے لئے روانہ فرمائی وہ حسمیٰ مقام پر پہنچی۔ حسمیٰ مدینہ منورہ سے جیسا کہ معجم البلدان یاقوت نے لکھا ہے۔ آٹھ دن کے فاصلہ پر ہے۔ تیز رفتار اونٹوں کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ فاصلہ تین یا چار دن کا ہے۔ یہ مقام اتنا قریب ہے کہ حضرت دحیہؓ کی سفارت پر روانگی و واپسی اور تنبیہی مہم سب اس مدت کے اندر وقوع میں آ سکتی ہیں۔

سیرت ابن ہشام کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صلح حدیبیہ سے ذی قعدہ ۶ سنہ ھ کے آخر میں مدینہ واپس تشریف لائے اور محرم ۷ سنہ ھ میں خیبر کو روانہ ہوئے۔ طبقات ابن سعدؒ کے مطابق خیبر کو روانگی چند ماہ بعد عمل میں آئی۔ حدیبیہ سے واپسی اور خیبر کی روانگی کے مابین کم از کم پانچ ہفتوں کا وقفہ پایا جاتا ہے اور یہ مدت حضرت دحیہؓ کی روانگی اور حسمیٰ کی تنبیہی مہم کے پیش آنے کے لئے کافی ہے۔

دوسرا اعتراض اور اس کا جواب

حضرت دحیہؓ کا قیصر کے پاس جانا بیان کیا جاتا ہے

---

[1] سیرۃ ابن ہشام طبع یورپ صفحہ ۹۷۱ [2] سیرۃ ابن ہشام

اور وہ خیبر کی مہم میں ہی شریک رہتے ہیں حضرت دحیہؓ مفوّضہ سفارت کو سرانجام دے کر اتنی جلدی واپس نہیں آ سکتے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت دحیہؓ کی جنگِ خیبر میں شرکت صرف "واقدی" میں مذکور ہے مگر یہی واقعہ جب ابن ہشام طبری اور بخاری بیان کرتے ہیں تو اُن کی جنگِ خیبر میں شرکت کا ذکر نہیں کرتے اگر واقدی کی روایت کو درست بھی مان لیا جائے۔ جیسا کہ میں اوپر ذکر کر چکا ہوں تاہم ان کی شرکت ناممکن نہیں اور نہ ہی وہ اس بات کا ثبوت بن سکتی ہے کہ سفارت کا واقعہ من گھڑت ہے۔

تیسرے اعتراض کا جواب

یہ اعتراض کہ مسلمان مؤرخین نے حضرت دحیہؓ کی قیصرِ روم سے ملاقات کا سن ۶۲۸ء بتایا ہے لیکن قیصر کی آمد ۶۲۹ء یعنی ۸ھ کے اواخر میں ہوئی نہ کہ ۷ھ کے اوائل میں جیسا کہ مسلمان مورخین کے بیان سے ظاہر ہے۔

(۱) یہ اعتراض بھی سطحی قسم کا ہے۔ واقدی اور بخاری کی روایت کا ماخذ ایک ہی ہے یعنی ابن عباسؓ۔ حضرت امام بخاریؒ کی ممتاز شخصیت کو بہرحال واقدی افسانہ نگار پر ترجیح دینا ہو گی۔

(۲) خود مغربی محققین نے بھی جن میں سے نقیفور (Nicephore) ہیں انھوں نے بھی قیصر کی بیت المقدس میں آمد کا سنہ ۶۲۸ء بتایا ہے۔ وہاں کے گرجے کی یادداشت بھی اسی کی تائید میں ہے اور اس امر سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ:-

> ۶۲۸ء کے وسط میں ہی ہرقل نے عید والسیب صلیب میں شرکت کی۔

چوتھے اعتراض کا جواب

چوتھا اعتراض کہ ابن ہشام نے سفارتوں کے بھجوانے کا ذکر کیا ہے لیکن ابن اسحٰق کی سیرۃ میں اس واقعہ کا ذکر نہیں اور سیرۃ ابن ہشام۔ سیرہ ابن اسحاق کی تہذیب دادہ صورت ہے یہ اعتراض بھی درست نہیں۔ گو ابن ہشام نے سفیروں کا واقعہ بیان کرتے وقت شروع میں ابن اسحٰق کا نام نہیں لیا۔ لیکن اس روایت کے سلسلہ میں ذرا آگے چل کر دو مرتبہ ابن اسحٰق کا حوالہ دیا ہے۔ ابن ہشام نے یہ بھی لکھا ہے کہ یمن اور بحرین کی سفارتوں کا حال اس کی ذاتی تحقیق کا نتیجہ ہے جس کے دوسرے معنے یہ ہوئے کہ باقی دیگر سفارتیں خود ابن اسحٰق کی بیان کردہ ہیں۔ (سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۹۷۱ و ۹۷۲)

پانچویں اعتراض کا جواب

کاشانی کا آخری اعتراض یہ ہے کہ اس واقعہ کے راوی صرف ایک ابن عباسؓ ہیں یہ اعتراض بھی کاشانی کی تحقیق کا سطحی ہونا ثابت کرتا ہے کیونکہ علاوہ دیگر مؤلفین کے بلاذری، احمد بن حنبلؒ۔ (مسند احمد بن حنبلؒ جلد ۳ ص ۱۳۳) نے قیصر کی سفارت حضرت انسؓ کی روایت کی بنا پر بھی بیان کی ہے ہر دو شخصیتیں ممتاز اور خاص صحابہؓ میں سے ہیں۔ ابن عباسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں تو حضرت انسؓ آپ کے شخصی خادم۔ ہر دو صحابہؓ نے لمبی عمریں پائیں اور عین جوانی کے عالم میں شام اور مصر کی فتوحات اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ ان کے متعلق یہ گمان کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ بھی احساس کمتری کا شکار

ہوئے ہوں اور اپنے بانی مذہب کی بڑائی جتانے کے لئے سفارت کا واقعہ گھڑ لیا ہو۔

دیگر شواہد

حضرات! میں نے ان جوابات میں عدم امکان کو رفع کرنے کی کوشش کی ہے تاہم بعض اور شواہد بھی ہیں جو ہمیں ارسالِ سفیر کے واقعہ کی صحت کا یقین دلاتے ہیں :-

اوّل۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے اسی ماہ دوسرے ممالک کے فرمانرواؤں کو بھی تبلیغی خطوط بھیجے جن میں شاہِ حبشہ نجاشی، مصر کے المقوقس اور ایران کے کسریٰ بھی شامل ہیں۔ بلکہ ان میں سے بعض اصل خطوط بھی مل گئے ہیں جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ سفارتی منصوبہ ضرور عمل میں آیا اور ان میں سے بعض بادشاہوں نے نہ صرف آپؐ کی تصدیق کی بلکہ آپؐ کے سفراء کو زمانہ کی مروّجہ شاہی رسوم کے مطابق انعام واکرام دے کر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے خداداد مشن کا اعتراف کیا۔

اگر قدیم عیسائی مؤرخین نے اس اہم تاریخی واقعہ کو نظر انداز کر دیا ہے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ تعصب نے اس قسم کی نظر اندازیاں ان سے بہت کرائی ہیں خصوصاً اسلامی واقعات کے متعلق تو ان کے اپنے مؤرخ بھی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں۔ (دیکھئے گبن جلد ۶ صفحہ ۷)

تاہم ہرقل کو تبلیغی خط بھجوانے کا واضح ثبوت خود اصل خط کی موجودگی ہے۔ مراکشی مورخ سہیلی نے "روض الانف فی سیرۃ ابن ھشام" جلد ۲ صفحہ ۳۳۱ پر چشم دید گواہوں کی شہادت پر یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ ان کے زمانے میں اسپین (قسطیلہ) کے حکمران الفونسو (جس کے نام کو عرب مؤرخین نے "اذفونش" بنا لیا ہے) کے قبضہ میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کا خط بنام ہرقل موجود تھا اور اس نے ایک مسلمان سپہ سالار عبدالملک بن سعید کو دکھایا نیز الفونسو کی وفات کے بعد یہ نامۂ مبارک اس کے نواسے کو وراثت میں ملا۔

اس کے ایک صدی بعد علامہ عینی جو مصر کے مملوک سلاطین میں بڑا اثر ورسوخ رکھتے تھے اور اعلیٰ سرکاری منصب پر مامور تھے لکھتے ہیں کہ مملوک سلطان قلاوون نے اسپین کے عیسائی بادشاہ کے پاس ایک سفارت بھیجی تھی اور اس بادشاہ نے مسلمان کے سفیر سیف الدین قلیج کو نامہ مذکور دکھایا تھا۔ (ملاحظہ ہو عمدۃ القاری مؤلفہ عینی جلد اوّل صفحہ ۱۱۶ و فتح الباری مؤلفہ ابن حجر عسقلانیؒ شرح حدیث بخاری کتاب عا باب ۶، المواہب اللدنیہ مؤلفہ قسطلانی جلد دوم صفحہ ۲۹۱)

ابن فضل اللہ العمری (وفات ۷۴۹ھ) مصر کے میر منشی کا زمانہ اس کے بعد آتا ہے۔ انہوں نے بھی اپنی کتاب میں سلاطینِ عالم کے القاب کے سلسلہ میں شاہِ اسپین کا ذکر کیا ہے کہ شاہِ اسپین کے سفیر نے اس سے گفتگو کی اور کہا کہ شاہِ اسپین قیصر ہرقل کی اولاد میں سے ہے اور یہ کہ نامۂ نبوی بنام ہرقل اس وقت شاہِ اسپین کے پاس موجود ہے۔ اس حوالہ کی تائید میں دیکھئے نفح الطیب مؤلفہ مقری جلد دوم صفحہ ۵۸۱۔

مراکش کے مشہور عالم شیخ عبد الحئی الکتانی نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں عہدِ نبویؐ کے جملہ سیاسی اور سماجی

اداروں اور پیشوں کے متعلق کتب حدیث و تاریخ کا مواد اکٹھا کیا ہے
اس کتاب کا عنوان ہے۔ التراتیب الاداریۃ والعمالات
والصناعات والمتاجر والحالۃ العلمیۃ التی کانت
علیٰ عہد تأسیس المدنیۃ الاسلامیۃ فی المدینۃ
المنورۃ العلیّۃ۔ (مطبوعہ شہر رباط) انھوں نے اس کتاب کی
جلد اوّل صفحہ ۱۶۵ تا ۱۶۸ میں خاص اس خط کے متعلق ایک باب
باندھا ہے۔ انھوں نے علامہ خفاجی (وفات ۱۰۶۹ھ) کی کتاب
"شرح شفاء" جلد سوم ص ۱۴۲ پر یہ عبارت ڈھونڈ نکالی ہے:۔

> "کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
> خط اب تک اسپین کے بادشاہوں کے پاس
> موجود ہے۔ وہ اس کی عزت کرتے ہیں اور
> ایک سنہری صندوق میں حفاظت سے رکھتے
> ہیں اور نسلاً بعد نسل اس کی نگہداشت کی
> وصیت کرتے آتے ہیں۔"

کتانی نے چند اور مسلمان مؤلفوں کے حوالے دیئے ہیں
جنہوں نے اس خط کی موجودگی کا ذکر کیا ہے ان میں سے ابن ابی
زرع کی کتاب "روض القرطاس" ص ۱۹۸ کا حوالہ دیا ہوا
لکھا ہے کہ:۔

> "۶۰۶ھ میں ملک الناصر لدین اللہ محمد بن
> یعقوب المنصور الموحدی نے جب اسپین پر
> چڑھائی کا ارادہ کیا تو شاہ الفونسو نے خود
> حاضر ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ
> نیام ہرقل ملک الناصر کے ملاحظہ کے لئے
> پیش کیا اور اس کی وساطت سے رحم کی
> درخواست کی۔"

ایک ضمنی اعتراض کا جواب

اب ایک اور اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ خط کے متن کے آخر میں قرآن مجید کی جو آیت یَآ اَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ ...... الخ درج ہے وہ ۹ھ میں نازل ہوئی تھی جس وقت نجران کا عیسائی وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اس سے شبہ پیدا ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نامۂ مبارک جو ۶ھ کے آخر میں (یعنی ۱۱ ۶ء میں) بھجوایا گیا تھا قیصر کو نہیں ملا۔ بظاہر یہ اعتراض درست اور وزنی معلوم ہوتا ہے لیکن یہ امر یاد رہے کہ اسلامی مؤرخوں کے بیان کے مطابق جنگ تبوک کے موقع پر جو ۹ھ میں ہوئی۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر روم کو علاوہ اس پہلے مذکورہ بالا خط کے ایک اور خط بھی بھیجا تھا بعض بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مرتبہ بھی حضرت دحیہؓ ہی سفیر تھے۔

ان دونوں خطوط کے متن میں قدرے اختلاف بھی اس امر کی ضمانت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے خط کے سوا دو سال کے وقفہ کے بعد دوسرا خط بھجوایا ہے۔

اس اہم سفارت کا ذکر جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں مختلف تاریخوں اور احادیث کی کتب میں ملتا ہے۔ ان واقعات کی کڑیاں جب جوڑی جائیں تو ہم اس نتیجہ پر

لہ "صبح الاعشیٰ" مؤلفہ قلقشندی جلد ۶ صفحہ ۳۷۴۔ و "التنبیہ والاشراف" مؤلفہ مسعودی صفحہ ۲۲۱۔ "روض الانف" سہیلی جلد دوم ص ۳۲۰ و مسند امام احمد بن حنبل جلد سوم ص ۴۴۲۔

پہنچتے ہیں کہ ہرقل کو جب دوسرا خط ملتا ہے تو وہ اپنا قاصد بھیجتا ہے جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت ملتا ہے جب آپ جنگ تبوک کی تیاری کے لئے مدینہ سے روانہ ہو چکے تھے۔ جیسا کہ مسند احمد بن حنبلؒ جلد ۳ صفحہ ۴۴۲ پر لکھا ہے:-

"غزوۂ تبوک کے زمانہ میں آپؐ کی خدمت میں ہرقل کا قاصد آیا چونکہ آپؐ عموماً قاصدوں سے لطف و مراعات کے ساتھ پیش آتے تھے اس لئے آپؐ نے معذرت کی کہ ہم لوگ اس وقت سفر میں ہیں اگر ممکن ہوا تو ہم تمہیں صلہ دیں گے۔ حضرت عثمانؓ نے سنا تو پکار کے کہ میں صلہ دوں گا چنانچہ اپنے توشہ دان سے ایک حلّہ صفوریہ نکال کر اسے دیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ کون اس کو اپنا مہمان بنائے گا۔ ایک انصاریؓ نے کہا کہ میں اس خدمت کے لئے حاضر ہوں۔"

(دیکھئے "اسوۂ صحابہؓ" حصہ اول۔ مؤلفہ مولانا عبدالسلام ندوی)

ان جملہ مذکورہ بالا تاریخی شواہد و قرائن سے یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچتی ہے کہ ——

حضرت دحیہؓ کی سفارت کا واقعہ اور ہرقل کو نامۂ نبویؐ کا ملنا حقیقت و صداقت پر مبنی ہے۔ آپؐ کا پیغام نہ صرف ایک مرتبہ بلکہ دو مرتبہ اُسے ملا ہے اور اس عرصہ میں جو آپ نے دوسرے فرمانرواؤں کو پیغامات بھیجے ہیں ان اصل خطوط کی موجودگی نے اس واقعہ کی حقیقت کو اور بھی اجاگر کر دیا ہے۔

(۳)

مہدیٔ دوراں کی دعوت اسلام

بنام ملکۂ وکٹوریا قیصرۂ ہند

ٹھیک اسی طرح ہمارے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آقا و مولا سردار حضرت سرورِ کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اپنے وقت کی ایک زبردست حکمران ملکۂ وکٹوریہ قیصرۂ ہند و انگلستان کو دعوتِ اسلام کا پیغام پہنچایا۔ یہ پیغام حضورؑ نے ملکہ کی ساٹھ سالہ ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر جو ۲۰ جون ۱۸۹۷ء کو منعقد ہوئی ایک مطبوعہ رسالہ کی صورت میں بعنوان "تحفۂ قیصریہ" ۲۵ مئی ۱۸۹۷ء کو بھجوایا۔ اس کی ایک کاپی لارڈ ایلجن ثانی وائسرائے ہند کو، ایک کاپی لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کو اور ایک کاپی کیپٹن ڈگلس کو جو اپنے عدل و انصاف کے باعث احمدیہ لٹریچر میں پیلاطوس ثانی کے نام سے مشہور ہوا۔ اس درخواست کے ساتھ بھجوائی کہ اس کو ملکہ معظمہ کے دربار میں بھجوا دیا جائے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے ملکہ کو ڈائمنڈ جوبلی کی مبارکباد دیتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح ہمارے سید و آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ میں نوشیروانِ عادل کے زمانہ پر فخر کیا تھا میں بھی اپنے زمانہ کی عادل ملکہ وکٹوریہ کے زمانہ پر فخر کرتا ہوں۔ اس کے بعد اپنا تعارف کراتے ہوئے ملکہ معظمہ کو دعوتِ اسلام دی اور تحریر فرمایا:-

"اور خدا کی عجیب باتوں میں سے جو

مجھے ملی ہیں ایک یہ بھی ہے جو میں نے عین
بیداری میں جو کشفی بیداری کہلاتی ہے۔
یسوع مسیح سے کئی دفعہ ملاقات کی ہے
اور اس سے باتیں کر کے اس کے اصل دعویٰ
اور تعلیم کا حال دریافت کیا ہے۔ یہ ایک
بڑی بات ہے جو توجہ کے لائق ہے کہ حضرت
یسوع مسیح ان چند عقائد سے جو کفارہ اور
تثلیث اور ابنیت ہے ایسے متنفر پائے
جاتے ہیں کہ گویا ایک بھاری افترا ان پر
کیا گیا ہے وہ یہی ہے۔ یہ مکاشفہ کی شہادت
بے دلیل نہیں ہے۔ بلکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ
اگر کوئی طالب حق نیت کی صفائی سے ایک
مدت تک میرے پاس رہے اور وہ حضرت
مسیح کو کشفی حالت میں دیکھنا چاہے تو
میری توجہ اور دعا کی برکت سے وہ ان کو
دیکھ سکتا ہے ان سے باتیں بھی کر سکتا ہے
اور میری نسبت ان سے گواہی بھی لے سکتا
ہے کیونکہ میں وہ شخص ہوں جس کی
روح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح
کی روح سکونت رکھتی ہے۔ یہ ایک ایسا
تحفہ ہے جو حضرت ملکہ معظمہ قیصرۂ انگلستان
و ہند کی خدمت عالیہ میں پیش کرنے کے
لائق ہے۔"

(تحفۂ قیصریہ صفحہ ۱۶)

پھر آپ نے اسلامی تعلیم کی برتری اور فوقیت کا ذکر کرتے
ہوئے بتایا کہ پادریوں نے اسلام کی تصویر یورپ میں پیش کی ہے وہ
بالکل غلط ہے اور اس کی مثال اس طرح پر بیان فرمائی :۔

"پادریوں کی کتابیں جن میں دوسرے مذاہب
کا ذکر کرتے ہیں اس کثیف نالی کی طرح ہیں
جس کا پانی بہت سی میل کچیل اور خس و
خاشاک ساتھ رکھتا ہے۔ پادری صاحبان
سچائی کی حقیقت کھولنا نہیں چاہتے بلکہ
چھپانا چاہتے ہیں اور ان کی تحریروں میں
تعصّب کی ایسی رنگ آمیزی ہے جس کی وجہ
سے انگلستان تک مذاہب کی اصل حقیقت
پہنچنا مشکل بلکہ محال ہے۔"

(تحفۂ قیصریہ)

آپ نے دوبارہ سوا دو سال کے وقفہ کے بعد
۲۴ اگست ۱۸۹۹ء کو ایک کتاب "ستارۂ قیصریہ" کے نام سے
بھجوائی جس میں "تحفۂ قیصریہ" کے پیغام کو ہی دُہرایا ہے۔
درحقیقت وہ ایک قسم کی یاد دہانی ہے۔

حضرات! جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے نامہ مبارک بنام قیصر روم پر مغربی علماء اور مستشرقین نے
شبہ کا اظہار کیا ہے کہ یہ من گھڑت واقعہ ہے بعینہٖ اسی طرح
معاندین احمدیت نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام بنام
ملکہ وکٹوریہ کو ہدفِ اعتراضات بنایا ہے۔ اگر ظاہری شواہد
و قرائن کی روشنی میں جائزہ لیا جائے تو معلوم ہو گا کہ ملکہ کو نہ
صرف مذکورہ کتب ملی ہیں بلکہ وہ اسلامی تعلیم کی برتری اور
فوقیت کی بھی قائل تھیں لیکن پادریوں کی مخالفت کے باعث
وہ اپنے اسلام کا برملا اظہار نہ کر سکیں۔ اس دعویٰ کے ثبوت میں

چند شواہد بطور نمونہ مشتے از خروارے پیش ہیں:-

اوّل۔ لیڈی لانگ فورڈ نے جو ملکہ وکٹوریہ کی پرائیویٹ سیکرٹری رہ چکی ہیں، اپنی کتاب بعنوان "وکٹوریا" (VICTORIA) کے صفحہ ۵۰۹ پر ایک معنی خیز فقرہ تحریر کیا ہے جو صاف بتلاتا ہے کہ ملکہ معظمہ کے دربار میں تذکرہ بالا کتاب پہنچی ہے چنانچہ وہ لکھتی ہے:-

"Her Preachers paid regard to her feelings for Mohammadens, informing her that non-christians could have the spirit of christ in them."

یعنی "ملکہ کا اسلام کی طرف میلان دیکھ کر پادری کہتے تھے کہ یسوع مسیح کی روح غیر مسیحی لوگوں کے اندر بھی پائی جا سکتی ہے"۔

اب اس کے بالمقابل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی کتاب "تحفۂ قیصریہ" کا وہ فقرہ سامنے رکھیں:-

"میں وہ شخص ہوں جس کے اندر بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے۔"

یہ فقرہ بتاتا ہے کہ ملکہ "تحفۂ قیصریہ" سے ضرور متاثر ہوئی تھیں اور پادری صاحبان نے ملکہ کے کانوں میں یہ ڈالنا شروع کر دیا کہ یہ امر خاص عیسائیت سے مخصوص نہیں بلکہ غیر مسیحی لوگوں میں بھی یسوع مسیح کی روح پائی جا سکتی ہے۔

دوم۔ جب قیصر ولیم ثانی شاہ جرمنی کی ایک ہمشیرہ نے اپنے تمام بزرگوں اور اکابرین کے مشورہ کے خلاف اپنی مرضی سے شادی رچالی تو ایک ہنگامہ برپا ہوا اس پر ملکہ نے کہا:-

"I agree with the Mohammadens that duty towards ones parents goes before every other, but that is not taught as part of religion in Europe."

("Victoria" by Longford – P-518.)

یعنی "میں مسلمانوں سے متفق ہوں کہ والدین کا حق سب سے فائق ہوتا ہے مگر یہ بات یورپ میں بطور دین کے جزو کے نہیں سکھائی جاتی۔"

سوم۔ ملکہ کی عیسائیت سے بے رغبتی کی مثال اس امر سے واضح ہے کہ ڈائمنڈ جوبلی کی تقریب پر ملکہ کے سامنے جو پروگرام پیش ہوا ہے اس کا ایک حصہ پادریوں کی سرکردگی میں گرجا میں بھی منعقد ہونا تھا۔ ملکہ نے اس پروگرام کو رد کر دیا یہ کہتے ہوئے کہ "میں گرجا کے اندر نہیں جا سکتی۔ میں بوڑھی جان ہوں اور مجھ سے سیڑھیاں نہیں چڑھی جاتیں"۔ اور حکم دیا کہ "پادری صاحبان سیڑھیوں کے نیچے میری گاڑی کے قریب جو رسوم ادا کرنا چاہیں کر لیں"۔ چنانچہ ایسا ہی عمل میں آیا۔ یہ برطانیہ کی تاریخ کا ایک فقید المثال واقعہ ہے جو غور کے لائق ہے۔

چہارم۔ ملکہ "تحفۂ قیصریہ" سے اس قدر متاثر تھیں کہ وہ

پادریوں سے سخت بیزار اور متنفر تھیں اور دل سے اسلام کی طرف مائل تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو پہلے سے سچ لکھا ہے کہ:-

"پادری صاحبان سچائی کی حقیقت کو کھولنا نہیں چاہتے بلکہ چھپانا چاہتے ہیں۔"

چنانچہ لیمبتھ کانفرنس میں شامل ہونے والے بڑے پادریوں کی طرف سے ملکہ کے اعزاز میں جو عشائیہ دیا گیا تھا وہ ملکہ کی کشش کا باعث نہ بن سکا۔ چنانچہ واپسی پر لیڈی لٹن سے یوں مخاطب ہوئیں۔

ملکہ:- "کس قدر لغو پارٹی تھی۔ مجھے تو یہ پادری ذرا نہیں بھاتے۔"

لیڈی لٹن: "مگر حضور والا! بعض پادریوں کو تو آپ پسند فرماتی ہیں!"

ملکہ: "بحیثیت انسان تو ان کو پسند کرتی ہوں۔ مگر بحیثیت پادری کے ہرگز نہیں۔"

پنجم۔ "تحفہ قیصریہ" کا شہرہ سن کر مزید کتب منگوائی جاتی ہیں۔ چنانچہ مکرم عبدالرحمٰن صاحب شاکر جنہوں نے اس موضوع پر خامہ فرسائی فرمائی ہے کے خط کے جواب میں برٹش میوزیم لندن نے لکھا کہ ۱۹۰۱ء میں انہوں نے از خود یہ کتب منگوائی ہیں۔ اور یہ بھی اطلاع دی کہ "ستارہ قیصریہ" کے انگریزی ترجمہ پر حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے دستخط خاص موجود ہیں۔

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی رضؓ ایڈیٹر الحکم ملکہ کی خدمت میں دعوت اسلام بعنوان "تحفہ قیصریہ" بھجوائے جانے کے واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"یہ ہدیہ صداقت اور معرفت کا نور اپنے اندر رکھتا ہے اور سچی ارادت اور عقیدت کے جوش سے لکھا گیا ہے اور جس کو یہاں تک پسند کیا گیا کہ مکرر سرکاری طور پر خاص لندن سے اس کی جلدوں کو نہایت شوق اور مسرت سے طلب فرمایا گیا۔"

(الحکم ۲۰ فروری ۱۸۹۸ء)

"تحفہ قیصریہ" کے پہنچتے ہی اس کے مزید نسخے طلب کئے گئے کیا یہ اس بات کا پختہ ثبوت نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام بعنوان "تحفہ قیصریہ" ضرور ملکہ کو پہنچا ہے۔

ششم۔ ملکہ کا اپنے لئے ایک مسلمان استاد حافظ منشی عبدالکریم کا انتخاب جو انہیں اردو و فارسی سکھانے کے علاوہ اسلامی ثقافت کا بھی درس دے یقینی طور پر ملکہ کی اسلامی تعلیمات میں دلچسپی کا ایک بیّن ثبوت ہے۔

ہفتم۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ شدید خواہش تھی کہ آپ کا مرسلہ ہدیہ کسی نہ کسی طرح ملکہ معظمہ کے ہاتھ میں پہنچ جائے۔ جب وصولی کی اطلاع نہ ملی تو بشری تقاضا کے تحت یہ خیال گزرا کہ مذکورہ تحفہ ملکہ کو نہیں پہنچایا گیا۔ تب ۱۴ر اکتوبر ۱۸۹۹ء کو آپ کو الہاماً بتایا گیا:-

"قیصرِ ہند کی طرف سے شکریہ"

کہ مذکورہ بالا تحفہ ملکہ کو ملا ہے اور وہ اس پر آپ کا شکریہ ادا کرتی ہے۔

ممکن ہے کہ کسی کے دل میں یہ خیال گزرے کہ الہام میں تو لفظ "قیصر" ہے۔ نہ کہ "قیصرہ" سو یاد رکھنا چاہیئے کہ "قیصر" کا لفظ مذکر و مؤنث دونوں پر یکساں طور پر چسپاں ہوتا ہے۔ جیسا کہ اردو کا لفظ "خاکسار" ہے جو مرد و عورت دونوں پر یکساں اطلاق پاتا ہے۔ نیز اسی عرصہ میں یعنی ۱۸۹۹ء میں

ہی آپ کو ایک رویاء ہوتی ہے جس کا ذکر حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کے مندرجہ ذیل خط سے ہوتا ہے:۔

"حضرت ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند سلمہا (اللہ تعالیٰ) گویا حضرت اقدس کے گھر میں رونق افروز ہوئی ہیں۔ حضرت اقدسؑ رویاء میں عاجز راقم عبدالکریم کو جو اس وقت حضور اقدسؑ کے پاس بیٹھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت ملکہ معظمہ کمال شفقت سے ہمارے ہاں قدم رنجہ فرما ہوئی ہیں اور دو روز قیام فرمایا ہے ان کا کوئی شکریہ بھی ادا کرنا چاہیئے

اس رؤیاء کی تعبیر یہ تھی کہ حضرت کے ساتھ کوئی نصرتِ الٰہی شامل ہونا چاہتی ہے۔"

(از خط مولانا عبدالکریم صاحبؓ مندرجہ الحکم جلد ۲ نمبر ۲ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۹۹ء)

نصرتِ الٰہی نے تو یہ رنگ دکھلایا کہ اُسی ہفتہ حضور اقدسؑ کو خط ملا کہ حضرت یسوع مسیحؑ صلیب کی موت سے بچ کر اپنی گمشدہ بھیڑوں کی تلاش میں افغانستان تشریف لے گئے اور جلال آباد میں ایک چبوترہ "یوز آسف" کے نام سے مشہور ہے "یوز" دراصل "**یسوع**" کی بگڑی ہوئی شکل ہے اور "آسف" بائیبل کی رو سے آپؑ کا صفاتی نام ہے جس کے معنے ہیں "اکٹھا کرنے والا" جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں:۔

"میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اس بھیڑ خانہ کی نہیں۔ مجھے ان کا لانا بھی ضروری ہے اور وہ میری آواز سنیں گی پھر ایک گلہ اور ایک ہی چرواہا ہوگا۔" (یوحنا باب ۱۰- آیت ۱۶)

اس تاریخی اور اثری ثبوت سے عیسائیت کے معتقدات کفّارہ، تثلیث اور ابنیّت پر ایک کاری ضرب لگی۔

حضرتِ اقدسؑ اس خط کے ملنے پر اس قدر خوش ہوئے کہ آپؑ نے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ گواہ اور علیم ہے کہ اگر مجھے کوئی کروڑوں روپے لا دیتا تو میں کبھی اتنا خوش نہ ہوتا جیسا کہ اس خط نے مجھے خوشی بخشی ہے" (الحکم جلد ۳ نمبر ۲۴- مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۹۹ء)

حضرات! ملکہ معظمہ وکٹوریہ کا گھر میں آنا جو فتحمندی اور اقبال کی دلیل ہے۔ پھر ملکہ کی موجودگی میں "عبدالکریم" نامی شخص کا ہونا اور جدید انکشاف کی رو سے عیسائیت کے معتقدات پر کاری ضرب لگنا یہ جملہ امور بیک وقت قابلِ توجہ ہیں۔

قبل اس کے کہ میں اس مقالہ کو ختم کروں یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہر دو مضامین کے اختیار کرنے میں میرا مدعا یہ ہے کہ **ان دونوں مضامین میں ایک گہرا ربط اور ہم آہنگی اور تشابہ پایا جاتا ہے۔** اور وہ یہ ہے:۔

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نامہ مبارک قیصر روم کو اس وقت ملتا ہے جبکہ وہ خوشی کے موقع پر صلیب مقدس کی واپسی پر یروشلم میں سجدۂ شکر بجا لانے آتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ملکہ وکٹوریا کو دعوتِ اسلام کا پیغام اس خوشی کے موقع پر پہنچتا ہے جبکہ وہ ساٹھ سال تختِ ہندوانگلستان پر گزارنے پر ڈائمنڈ جوبلی منا رہی تھی۔

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خط گورنر بصری

کے توسط سے قیصر روم کو ملا۔ ٹھیک اسی طرح آپ کی کتب ملکہ کے مقرر کردہ نمائندگان جن میں گورنر اور وائسرائے بھی شامل تھے کے توسط سے انھیں ملیں۔

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط ملنے پر آپ کے وطن کے ایک فرد ابوسفیان کو (جو اس وقت تک آپؐ کے مشن کا مخالف تھا) قیصر کے دربار میں بلایا جاتا ہے اسی طرح آپؑ کی کتب پہنچنے پر آپؑ کے وطن کا ایک آدمی منشی حافظ عبدالکریم بھی ملکہ معظمہ کے دربار میں موجود تھا جس طرح ہرقل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ابوسفیان سے استفسارات کر کے اچھے خیالات کا اظہار کیا اسی طرح ملکہ نے منشی حافظ عبدالکریم سے اس "مسیح ثانی" کے بارہ میں ضرور دریافت کیا ہو گا کیونکہ ملکہ کا اسلام کی طرف میلان اس امر کی پوری غمازی کرتا ہے۔

(۴) جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو خطوط قیصر روم کو بھجوائے اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دو مرتبہ ملکہ کو دعوتِ اسلام کا پیغام پہنچایا۔ ایک "تحفۂ قیصریہ" کی صورت میں اور دوسرے "ستارۂ قیصریہ" کی صورت میں۔ اور ہر دو پیغامات کے بھجوانے میں ۱½ سال کا وقفہ بنتا ہے اسی طرح حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط بھجوانے کا درمیانی وقفہ بھی ۱½ سال بنتا ہے۔

(۵) جس طرح سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انذاری اور وعید کے رنگ میں ہرقل کو لکھا:۔ "اَسْلِمْ تَسْلَمْ" (یعنی تو اسلام کو قبول کر تو محفوظ رہیگا) اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ملکہ معظمہ کو لکھا "اَسْلِمِیْ تَسْلَمِیْ" (یعنی اے ملکہ! تو اسلام قبول کر تو بچ جائے گی) (آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۳۴)

(۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط ملنے پر جب قیصر روم نے اسلام کی عظمت کا اعتراف کیا تو پادریوں نے سخت مخالفت کی چنانچہ بخاری کے الفاظ میں:۔ "حَاصُوْا حَیْصَةَ الْحُمُرِ" (وہ گدھوں کی طرح بھڑکنے لگے) ٹھیک اسی طرح ملکہ کا اسلام کی طرف میلان دیکھ کر پادری مخالفت پر آمادہ رہے اور ملکہ جو کچھ اُن سے رُکتی رہیں۔

(۷) جس طرح ہرقل نے "اَسْلِمْ تَسْلَمْ" کی انذاری پیشگوئی سے فائدہ نہ اٹھایا اور اس کی حکومت کو زوال آنا شروع ہو گیا۔ چنانچہ "انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا" کے مطابق ۶۲۹ء میں مسلمانوں نے شام پر حملہ کیا اور آٹھ سال کے عرصہ میں یعنی ۶۳۶ء میں جنگ یرموک میں اُس کی فوجوں کو عبرتناک شکست دے کر اس کے علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ ٹھیک اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا:۔

"سلطنتِ برطانیہ تا ہشت سال
بعد ازاں ایام ضعف و اختلال"

آٹھ سال کے اندر "بوئر وار" (BOER WAR) میں انگریزوں کو جو ہزیمت کا منہ دیکھنا پڑا اس سے برطانیہ کی عظمت اور وقار کو سخت دھچکا لگا۔ اور چالیس سال سے کم عرصہ میں ان کی سلطنت جس کے بارہ میں مشہور تھا کہ (باقی صفحہ ۴۳ پر ملاحظہ فرمائیں)

نعتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

جناب سید سلیم شاہجہانپوری

ہے کوئی حسن کا مالک مرے خدا کی طرح
ہے کوئی نورِ مبیں، نورِ مصطفےٰ کی طرح

عظیم کون ہے محبوبِ کبریا کی طرح
بشر کے واسطے رحمت تھے وہ خدا کی طرح

خدا کا قرب ملا کس کو مصطفےٰ کی طرح
گئے وہ عرش پہ سالارِ انبیاء کی طرح

خدا کا عشق ہے کس دل میں مصطفےٰ کی طرح
نبی پہ کون ہے قربان میرزا کی طرح

نوازتی ہے سماعت کو دلربا کی طرح
کوئی صدا نہیں دلکش تری صدا کی طرح

جہاں پہنچ کے فرشتے بھی بھیجتے ہوں درود
نہیں ہے بزم کوئی بزمِ مصطفےٰ کی طرح

فدا ہے جانِ خدا اور رسول پر میری
انہیں کے در پہ پڑا ہوں میں اک گدا کی طرح

بسی ہوئی ہے فضاؤں میں مشکبوئے نبی
گزر گیا ہے کوئی نرم رو صبا کی طرح

مشامِ جان معطر ہے اس کی نکہت سے
نہیں ہے پھول کوئی دہر میں وفا کی طرح

خدا کے بندے، رسولِ خدا کے شیدائی
چمکتے ہیں باوجِ فلک سہا کی طرح

نکھار دیتی ہے رعب ان کا گردشِ ایام
یہ سنگِ جور پہ پس جاتے ہیں حنا کی طرح

جہان تنگ جو پھیلا ہے حدِ امکاں تک
ہوا ہے تنگ یہ مومن پہ کربلا کی طرح

جفا و جور کا خوگر بنا دیا دل کو
جہاں میں ڈال دی میں نے بھی اک وفا کی طرح

قبولیت کے لئے اضطرار لازم ہے
نہیں ہے تیر کوئی مضطرب دعا کی طرح

سلیم اس کو کسی کارِ خیر ہی میں گزار
یہ عمرِ زیست کا جھونکا ہے اک ہوا کی طرح

لندن میں سیرۃ النبیؐ کا شاندار جلسہ

گیمبیا کے ہائی کمشنر کے علاوہ وانڈزورتھ کے میئر، ایم پی اور ورلڈ کانگریس آف فیتھ کے نمائندہ کی شرکت

اگر آج کی دنیا حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات کو حرزِ جان بنا لے

تو اس کے بیشتر مسائل حل ہو جائیں" (میئر آف وانڈزورتھ)

از محترم مولوی منیر الدین صاحب شمس نائب امام مسجد لندن

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خدا تعالیٰ سے یہ خبر پا کر دعویٰ فرمایا کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اس وقت آپؐ دنیا میں تن تنہا تھے لیکن خدا تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق آپؐ کا پیغام پھیلنا شروع ہوا حتیٰ کہ دنیا کے کونے کونے تک پہنچ گیا کیونکہ آپؐ ساری دنیا کی طرف مبعوث کئے گئے تھے۔

اس عظیم محسنؐ کی یاد میں جس نے زندگی کے ہر شعبہ میں ہماری راہنمائی فرمائی ہے۔ مورخہ ۱۳ اپریل بروز اتوار مسجد فضل لندن کے زیر انتظام محمود ہال میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا گیا۔ اس جلسہ میں بیسیوں غیر از جماعت دوستوں کے علاوہ متعدد انگریز دوستوں نے شرکت کی۔ اس جلسہ کی اطلاع اخبار جنگ کے علاوہ جماعت کے ممبران کو نیز چیدہ چیدہ افراد کو ممبر کلر کے ذریعہ کی گئی تھی۔ اس موقعہ پر برطانیہ کے علاوہ گیمبیا کے ہائی کمشنر جناب الحاج ابوبکر عثمان گیجے کے علاوہ وانڈزورتھ کے میئر جناب کونسلر اے جے۔ ٹی ممبر پارلیمنٹ جناب ٹام کاکس۔ ورلڈ کانگرس آف فیتھ کے نمائندہ جناب پروفیسر ہرمندر سنگھ ایم اے اور یہود کے نمائندہ جناب [illegible] کو من تشریف لائے ہوئے تھے۔ آپ نے پلیٹ فارم پر پہنچ کر سب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خراج تحسین پیش کیا۔ جلسہ شروع ہونے سے قبل مہمانان کا استقبال مکرمی و محترمی امام صاحب بشیر احمد خان صاحب رفیق اور خاکسار نے کیا۔ نیز حاضرین کی خدمت میں چائے پیش کی گئی۔ جس کے

بعد ۲ بجے شام جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ جلسہ کی صدارت گیمبیا کے ہائی کمشنر نے کی۔ جلسہ کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جو مکرم محمد ایوب ندیم صاحب نے کی۔ بعدہٗ مکرم امام صاحب نے جلسہ کی غرض و غایت بیان فرمائی اور مقررین حضرات کا تعارف بھی کرایا۔ امام صاحب کے بعد وانڈز ورتھ کے میئر جناب کونسلر ے۔ جے ہل نے تقریر کی جس میں آپ نے کہا کہ ——

مسجد فضل لندن سے ہماری بہت پرانی دوستی ہے اور برابر پچاس سال سے ہمارے بڑے اچھے تعلقات ہیں اور کچھ بعید نہیں کہ آئندہ زمانہ میں وانڈز ورتھ بورو کے جھنڈے پر مسجد کی تصویر بنائی جائے گی کیونکہ مسجد نے آپس میں صلح و امن سے رہنے کے سلسلہ میں بہت کام کیا ہے اس لئے مجھے آج بہت خوشی ہے کہ میں آپ سب کے درمیان حاضر ہوا ہوں اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خراج عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے آپؐ کی تعلیم ایسی عمدہ ہے کہ اگر آج دنیا اس پر عمل کرنے لگ جائے تو اس کے بیشتر مسائل حل ہو جائیں اور یہاں امن نصیب ہو آخر میں اس مبارک موقعہ پر وانڈز ورتھ کے تمام لوگوں کی طرف سے مبارکباد دیتا ہوں اور نیک تمناؤں کا اظہار کرتا ہوں۔

جناب میئر کے بعد ٹام کاکس ممبر پارلیمنٹ نے اپنی تقریر میں کہا کہ —— مجھے مسرت ہے اور میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اس خوشی کی تقریب میں کچھ کہنے کا موقعہ دیا۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بہت عمدہ تعلیم دی ہے میں اس خوشی کے موقعہ پر آپ کو تمام ممبران پارلیمنٹ کی طرف سے مبارکباد عرض کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ایک دوسرے کو سمجھنے کے لئے آپس میں دوستی کو اور زیادہ بڑھانا چاہئے۔ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شخصیت اتنی پرکشش ہے کہ ہر شخص خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو آپؐ پر درود بھیجے اور آپ کی تعلیمات کی فضیلت ماننے پر مجبور ہوتا ہے......

یہودیت کی نمائندگی کرتے ہوئے مسٹر گلفورڈ لوبن نے اپنی تقریر میں کہا کہ —— بے شک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چند بڑے بڑے آدمیوں میں سے ہیں۔ گو میں انہیں نبی تو نہیں مانتا لیکن یہ ضرور مانتا ہوں کہ آپؐ نے وحدانیت کی تعلیم دے کر اور انسان کا رشتہ اپنے رب سے جوڑ کر انسانیت پر عظیم احسان کیا ہے —— مسٹر گلفورڈ لوبن نے کہا کہ —— آنحضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کے نتیجہ میں مسلمان آج بھی ماضی کی طرح یہودیوں سے باہمی محبت اور یگانگت سے رہ سکتے ہیں۔

مسٹر گلفورڈ لوبن کے بعد ورلڈ کانگریس آف فیتھز کے نمائندہ جناب پروفیسر مہندر سنگھ صاحب ایم اے نے اپنے عالمانہ اور با دلائل لیکچر میں کہا کہ —— حضرت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نہ صرف عفو کی تعلیم دی بلکہ خود اس پر عمل کر کے بھی دکھایا۔ جب آپؐ مکہ فتح کر چکے اور آپؐ کے سامنے آپ کی جان کے دشمن لائے گئے تو آپ نے سب کو معاف کر دیا۔ یہ چیز مجھے بہت پسند ہے اور یہی کسی شخص کی سچائی کی دلیل ہوتی ہے کہ وہ جو کہے اس پر خود عمل بھی کرے اسلام کا مطلب امن ہے گویا اسلام نے صلح و آشتی کا پیغام دیا ہے —— سردار صاحب نے اپنی تقریر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سے شروع کی آخر میں آپ نے فرمایا کہ ——

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد منانا اس لئے ضروری ہے کہ آپ ہمارے ساتھ بھی ہیں وہ اس طرح کہ قرآن ہمارے پاس ہے

اس لئے قرآن پر عمل کرنا ضروری ہے کیونکہ جب حضرت عائشہ رضی سے آپؐ کے اخلاق کے بارہ میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ آپؐ کے اخلاق کا پتہ کرنا چاہتے ہو تو قرآن کو پڑھ کر دیکھ لو۔ آپؐ کا تو عمل قرآن ہے ــــــــ۔

آخر میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے خطاب فرمایا۔ آپ نے توریت اور انجیل سے آنے والے عظیم نبی کے متعلق حوالہ جات پیش فرمائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے مختلف پہلوؤں سے متعلق واقعات پیش فرمائے آپ نے بتایا کہ ــــــــ جس طرح ایک ماں اپنے بچے کو شروع میں کھانا کھانا اور چلنا وغیرہ سکھاتی ہے۔ اسی طرح ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کہ ہر قدم پر ہماری راہنمائی فرمائی ہے۔ نیز بتایا کہ جتنی غلط کاریوں میں دوسری دنیا مبتلا ہے اور اب سب تک پہنچ رہی ہیں۔ جیسے جوا۔ نشہ آور چیزوں کا استعمال وغیرہ۔ اسلام نے ان سب چیزوں سے ابتداء ہی میں منع کر دیا تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس چیز کی کثرت نشہ پیدا کرتی ہے اس کی تھوڑی مقدار بھی نشہ پیدا کرتی ہے (اب یہ ثابت ہو چکا ہے) اس لئے وہ بھی منع ہے اس لئے اگر ہم چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے تعلق قائم ہو اور ہم امن میں آ جائیں تو ضروری ہے کہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کریں ــــــــ۔

آپ کی تقریر کے بعد صدر مجلس جناب ہائی کمشنر گیمبیا نے اپنے صدارتی خطاب میں مکرم امام صاحب کا شکریہ ادا کیا کہ انھوں نے آپ کو اس یادگار موقعہ پر بلایا۔ نیز اس بات پر بھی شکریہ ادا کیا کہ مکرمی امام صاحب نے انھیں حج پر جانے سے قبل کتب مہیا کی تھیں جس سے انھیں حج کے متعلق فلاسفی کا صحیح علم ہوا۔ بعدہٗ آپ نے اپنے حج کے تاثرات بیان کئے۔ سب سے آخر میں مکرمی امام صاحب نے مقررین حضرات کا شکریہ ادا کیا اور دعا کروائی۔ اس طرح ہمارا یہ بابرکت جلسہ ختم ہوا۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے حاضری پانچ صد سے زائد تھی۔ بعض دوست بلیک برن، ہڈرسفیلڈ، ویک فیلڈ، ساؤتھ آل، سلو اور کرائیڈن وغیرہ سے بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔

بقیہ "دعوتِ اسلام" صفحہ (۳۹)

"سلطنت برطانیہ پر سورج کبھی غروب نہیں ہوتا" ہمیشہ ہمیش کے لئے ان کے ہاتھوں سے جاتی رہی۔

ان ہر دو مضامین میں اتنا گہرا ربط ہے کہ ایک متعصب سے متعصب شخص کو بھی یہ اعتراف کئے بغیر چارہ نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوتِ اسلام ملکہ معظمہ کو پہنچی ہے اور جہاں تک ہمارے اپنے عقیدہ و ایمان کا تعلق ہے خدا تعالیٰ نے الہاماً بتا دیا کہ:ـ

"قیصرِ ہند کی طرف سے شکریہ!"

جس کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ بالا مکتوب ملکہ کی خدمت میں ضرور پہنچی ہیں اور ملکہ اسلامی تعلیم سے ضرور متاثر ہوئی ہیں لیکن وہ پادریوں کی مخالفت اور ایک عیسائی حکومت کی سربراہ ہونے کے باعث اپنے ایمان کا اظہار برملا نہ کر سکتی تھیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

شورش مدیر چٹان کے متعلق شیعی جذبات

احمدی احباب شورش کاشمیری مدیر چٹان کی بدزبانی کے باعث سخت نالاں ہیں۔ یہاں تک کہ بعض دوستوں نے لکھا ہے کہ اس کا ذکر تک الفرقان میں نہ آنا چاہیئے۔ ایک دوست نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ بصورتِ دیگر میرے نام کا رسالہ الفرقان بند کر دیا جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ شورش صاحب کی روش سے سبھی نالاں ہیں۔ کراچی کے شیعہ ہفت روزہ عظیم نے تنگ آکر جناب تاثیر نقوی صاحب کی مندرجہ ذیل نظم شائع کی ہے جو ہمیں محترم ڈاکٹر مبشر احمد صاحب لاہور نے برائے اشاعت بھجوائی ہے اسے شیعہ جذبات کے طور پر پڑھا جائے۔ (ایڈیٹر)

اسیرِ عذابِ خدا ہو گیا ہے　　مرض اس کا اب لادوا ہو گیا ہے
ہے شورش پہ شورش پسندی کا غلبہ　　حریفِ شہِ کربلاؓ ہو گیا ہے
علیؓ ازم نے اس پہ توڑی قیامت　　کہ ننگ اس کا یا در ہوا ہو گیا ہے
ہر اک عالمِ دیں کو دی اس نے گالی　　یہ بزدل بڑا سورما ہو گیا ہے
سراپا جہالت، مجسم عداوت　　یہ بوجہل کا نقشِ پا ہو گیا ہے
جماعت کے نوکر جمعیت کے چاکر　　ترا ذوق شورش سوا ہو گیا ہے
محمدؐ کا دشمن، علیؓ کا عدو ہے　　یہ اس کے لئے فیصلہ ہو گیا ہے
کہاں اجتہادی، کہاں تجھ سا جاہل　　تجھے دشمنِ عقل کیا ہو گیا ہے

مری ضرب لگتے ہی تاثیر اس پہ
ہر اک سمت محشر بپا ہو گیا ہے

(اخبار عظیم کراچی ۲۳ تا ۲۶ فروری ۱۹۷۵ء۔ صفحہ ۴)

منظوم دعا بزبان اُمّ طیبہ

مکرم محمد افضل صاحب مرحوم ۱۹۷۴ء کے گوجرانوالہ کے احمدی شہداء میں شامل ہیں۔ اُن کی بچی کی تقریبِ رخصتانہ ہمراہ عزیزم سعید احمد قریشی ولد مکرم محمود الحسن صاحب قریشی بتاریخ ۲۱ مارچ ۱۹۷۵ء بمقام ربوہ کے موقع پر محترمہ اُمّ طیبہ صاحبہ کی زبان میں جناب چوہدری شبیر احمد صاحب واقفِ زندگی نے یہ دعائیہ نظم پڑھی ——— (ادارہ)

(نوٹ:- پہلا شعر تبرکاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام میں سے لیا گیا ہے)

"اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار — اے مرے پیارے مرے محسن، مرے پروردگار"
آئے ہیں ہم تیرے در پر ہاتھ پھیلائے ہوئے — ہم ترے بندے ہیں تیرے فضل کے امیدوار
راحتِ جاں طیبہ کو ہم ہیں رخصت کر رہے — جس کے دم سے ہے ہمارے صحنِ گلشن میں بہار
ہو گئے ہیں آج میرے زخم ہائے دل ہرے — اے مرے خالق عطا کر تو مجھے صبر و قرار
ناز کی پالی ہوئی کرتی ہوں میں تیرے سپرد — یہ امانت ہے شہیدوں کی مرے پروردگار
سنتِ نبوی کے آگے ہے سرِ تسلیم خم — گرچہ ہم ہیں آبدیدہ اور دل ہے بیقرار
کام مشکل ہے بہت لیکن ہمیں مطلوب ہے — تیری طاعت، تری مرضی، تیری الفت، تیرا پیار
مرحبا، صد مرحبا فرزندِ محمود الحسن — دولہا بن کر آئے ہیں جو پہن کر پھولوں کے ہار
دولہا، دلہن کو ہو یا رب نیک مستقبل عطا — ان عزیزوں کا نیا گلشن رہے با برگ و بار
ہاں وہ پاکیزہ مناجاتِ مسیحائے زماںؑ — اس مقدس مائدہ میں دونوں ہوں یہ حصہ دار
تو ہی ان کا ملجا و ماویٰ رہے مولا کریم — تیرے سایہ میں گزاریں اپنے یہ لیل و نہار

قلبِ مادر کا بنا ہے ترجماں شبیر آج
کیجیو ان التجاؤں کو قبول اے کردگار

ہدیۂ تبریک

جناب چوہدری شبیر احمد صاحب واقف زندگی

(الفضل ۲۵/۴/۷۵ میں جامعہ نصرت کے خوشکن نتیجہ امتحان بی اے کے متعلق پڑھ کر)

ملی ہے ہمیں یہ نوید مسرت
کہ ہے شادماں آج جامعہ نصرت
نکل آیا ہے چودھویں کا نتیجہ
ملا بچیوں کو ہے محنت کا ثمرہ
مبارک ہوا استانیوں کو یہ عزت
کہ ہے چار سو آج "نصرت" کی شہرت
مبارک یہ اعزاز امّ متین کو
کہ زیور ملا جامعہ کی جبیں کو
مرے مہرباں ابوالعطاء شادماں ہیں
کہ نور نظر طاہرہ کامراں ہیں
جماعت میں اوّل رہی ہیں عزیزہ
ہوا اس طرح ہے حسیں تر نتیجہ
یہ اعزاز، یہ کامرانی، مبارک
یہ فصل گل جاودانی مبارک
بصد شکر شبیر نغمہ سرا ہے
کہ ربوہ کا پھر بول بالا ہوا ہے

جامعہ نصرت ربوہ

کا

شاندار نتیجہ

الحمدللہ! کہ حسب سابق جامعہ نصرت ربوہ کا بی اے کا نتیجہ امسال بھی نہایت خوشکن رہا۔ کل ۴۵ طالبات نے امتحان دیا جن میں سے ۴۴ پاس ہوئی ہیں۔ نتیجہ بفضل اللہ تعالیٰ ۱۶۱ء فیصد رہا۔ جبکہ یونیورسٹی کا نتیجہ ۲۵۶۱ فیصد ہے۔ عزیزہ امۃ الرفیق طاہرہ بنت محترم مولانا ابوالعطاء صاحب ۴۷۶ نمبر حاصل کر کے کلاس میں اوّل رہی ہے۔ الحمدللہ!

قارئین کرام۔ جامعہ نصرت کی بیش از بیش ترقیات کے دعا فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(پرنسپل جامعہ نصرت ربوہ)

(الفضل ۱۵ اپریل ۱۹۷۵ء)

سالانہ اشتراک (پیشگی)

- پاکستان ---------- دس روپے ۱۰/-
- بھارت ---------- تیس روپے ۳۰/-
- تمام بیرونی ممالک ہوائی ڈاک ---- ساٹھ روپے ۶۰/-
- امریکہ و کینیڈا ---------- اسّی روپے ۸۰/-
- بیرونی ممالک بحری ڈاک ---- تیس روپے ۳۰/-

جملہ رقوم مینیجر "الفرقان" ربوہ کے نام آنی چاہئیں بیرونی و اندرونی ممالک سے اسی پتہ پر چیک یا ڈرافٹ بھیجوائے جا سکتے ہیں۔

(مینیجر الفرقان ربوہ)

انارکلی میں لیڈیز کپڑے کیلئے

آپ کی اپنی دوکان

الفردوس

۸۵ - انارکلی : لاہور

مفید اور مؤثر دوائیں

نورِ کحل

ربوہ کا مشہور تحفہ

آنکھوں کی خوبصورتی کیلئے نہایت مفید

خارش۔ پانی بہنا۔ ناخونہ۔ پلکی۔ ضعفِ بصارت وغیرہ امراض کیلئے نہایت مفید ہے عرصہ ۶ سال سے استعمال ہو رہا ہے

قیمت: خشک و تر فی شیشی: سوا روپیہ

تریاقِ اٹھرا

اٹھرا کے علاج کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی بہترین تجویز جو نہایت اعلیٰ اور عمدہ اجزاء کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے۔ اٹھرا۔ بچوں کا مردہ پیدا ہونا۔ پیدا ہونے کے بعد جلد مر جانا یا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا یا لاغر ہونا ان تمام امراض کا بہترین علاج ہے

قیمت: پندرہ روپے ۱۵/-

(رجسٹرڈ)

خورشید یونانی دواخانہ

—— گولبازار - ربوہ ——

ٹیلیفون

۵۳۸

نماز مترجم (مستند)

خریدتے وقت دو باتوں کو ضرور دیکھ لیا کریں:-

- سرورق پر سبز رنگ میں مسجد نبوی کا فوٹو بنا ہوا
- صفحہ اول کے سرے پر باجازت نظارت اصلاح و ارشاد لکھا ہو

اس کے علاوہ نماز کے متعلق مسائل مع حوالہ ترتیب و تدوین عمدہ۔ تحت اللفظ ترجمہ۔ فلسفہ نماز کا نیا انداز اور تلاوت قرآن پاک پر ضروری دعائیہ جواب درج ہیں نیز پہلے پانچ پارے بطرز لیسرنا القرآن لکھے ہوئے بھی مل سکتے ہیں۔

ملنے کا پتہ: ← **مکتبہ فیض عام ربوہ**

ہر قسم کا سامان سائنس

واجبی نرخوں پر

خریدنے کے لئے

الائیڈ سائنٹیفک سٹور

ٹیلیفون نمبر
۶۴۵۰۰

گنپت روڈ۔ لاہور

کوئی شک نہیں!

سرزمین قادیان کا الہامی دواخانہ

جسے ۱۹۱۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے

اپنے مبارک ہاتھوں سے قائم فرمایا!

قدیمی ـــ اوّلین ـــ شہرۂ آفاق

حب اطہر (رجسٹرڈ)

مکمل کورس: بیس روپے ۲۰/-

حب جامع: نسوانی امراض کا واحد علاج۔ دو اونس کی قیمت: دس روپے ۱۰/-

زرد جام عشق: طاقت کی لاثانی دوا قیمت ۴۰ گولی: پچیس روپے ۲۵/-

حب مفید النساء: بیقاعدگی کا بہترین علاج۔ قیمت: دس روپے ۱۰/-

حب مسان: سوکھے کی مجرب دوا قیمت: پانچ روپے ۵/-

معین الصحت: تلی، تبض، خرابی جگر، یرقان کا علاج۔ قیمت دس روپے ۱۰/-

ہمارا اصول

- صاف ستھرے اجزاء ● دیانتدارانہ دوا سازی ● عمدہ پیکنگ
- مناسب قیمت ● مخلصانہ مشورہ ـــــــ اور

اسی اصول کے تحت ۱۹۱۱ء سے آپ کی خدمت کرتے چلے آرہے ہیں

حکیم نظام جان اینڈ سنز

- چوک گھنٹہ گھر۔ گوجرانوالہ
- بالمقابل ایوان محمود۔ ربوہ۔

طابع و ناشر: ابو العطاء جالندھری۔ پرنٹر: سید عبد الحی۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ الفرقان ربوہ

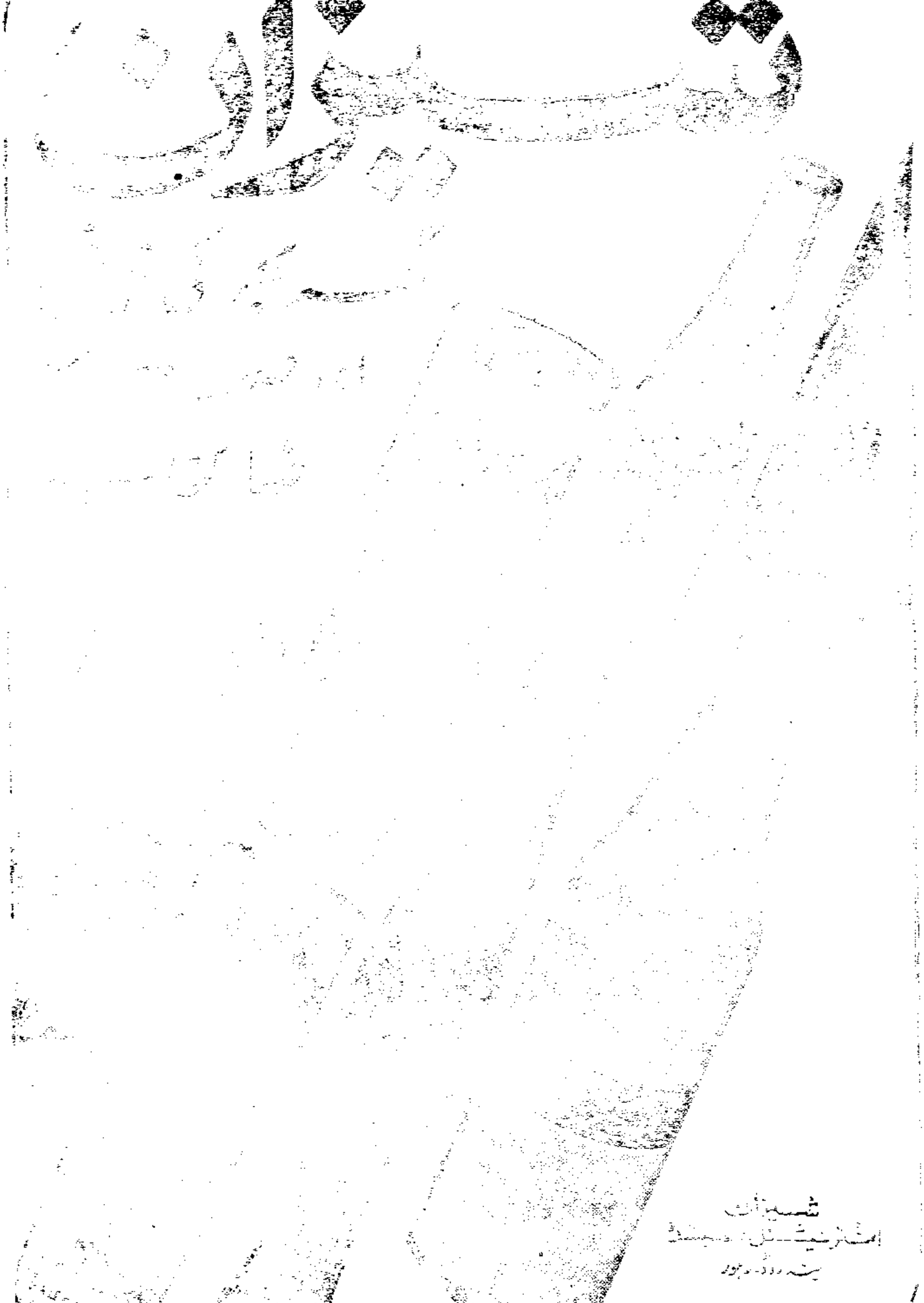

Monthly AL-FURQAN *Rabwah*

May 1975 **Regd. No. L 5708**

علامہ اقبال کا سرٹیفکیٹ

★ ★ ★ ★ ★ ★

جناب مدیر نوائے وقت نے ۲۲ اپریل ۷۵ء کے نوائے وقت میں علامہ اقبال کی ایک انگریزی تحریر کا عکس شائع کیا ہے ہم یہ عکس بھی اس اشاعت کے صفحہ ۱۵ پر شائع کر رہے ہیں ذیل میں سرٹیفکیٹ کے انگریزی الفاظ اور ترجمہ شائع کیا جاتا ہے احباب اس سرٹیفکیٹ کو غور سے پڑھیں (ایڈیٹر)

This is to certify that M. B. Guhari has done good service to Govt. in varions capacities for which he holds sanads and testimonials. I have read some of them, and have no hesitation in saying that he deserves some kind of recognition for his loyal services to Govt. I understand that he did all this as a matter of duty and not for sake of reward as several other peope did.

Mohammad Iqbal
K., M.I.c.
Barrister-at-Law, Phd., M.A.
Lahore.

Lahore
27th April 1929

(ترجمہ) تصدیق کی جاتی ہے۔ کہ ایم بی گوہری صاحب نے مختلف حیثیتوں میں گورنمنٹ کی اچھی خدمات سر انجام دی ہیں۔ جن کے لئے ان کے پاس سندات و دستاویزات موجود ہیں۔ میں نے ان میں سے بعض کو پڑھا ہے اور میں یہ کہنے میں کوئی ھچکچاھٹ محسوس نہیں کرتا۔ کہ وہ اپنی **وفادارانہ خدمات** کے لئے کسی نوعیت کا اعتراف حاصل کرنے کے مستحق ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے یہ سب کچھ اپنے **احساس فرائض منصبی** کے تحت سر انجام دیا ہے نہ کسی معاوضہ کے حصول کی غرض سے جیسا کہ کئی دیگر لوگوں نے کیا۔

لاہور
27.4.29

محمد اقبال کے ایم آئی ای
بیرسٹر ایٹ لا پی ایچ ڈی۔ ایم اے
لاہور

الفرقان — معلوم ہوا کہ علامہ اقبال کے نزدیک انگریزی گورنمنٹ کی 'وفادارانہ خدمات' احساس فرض کے طور پر بھی کی جا سکتی تھیں۔

Only Tittle Printed at Nusrat Art Press, Rabwah.